عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوت

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۸ | ۳ تا ۹ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ مطابق یکم تا ۷ نومبر ۲۰۱۹ء | شمارہ: ۴۱

آزاد کشمیر حکومت اور علمائے کرام سے چند گزارشات

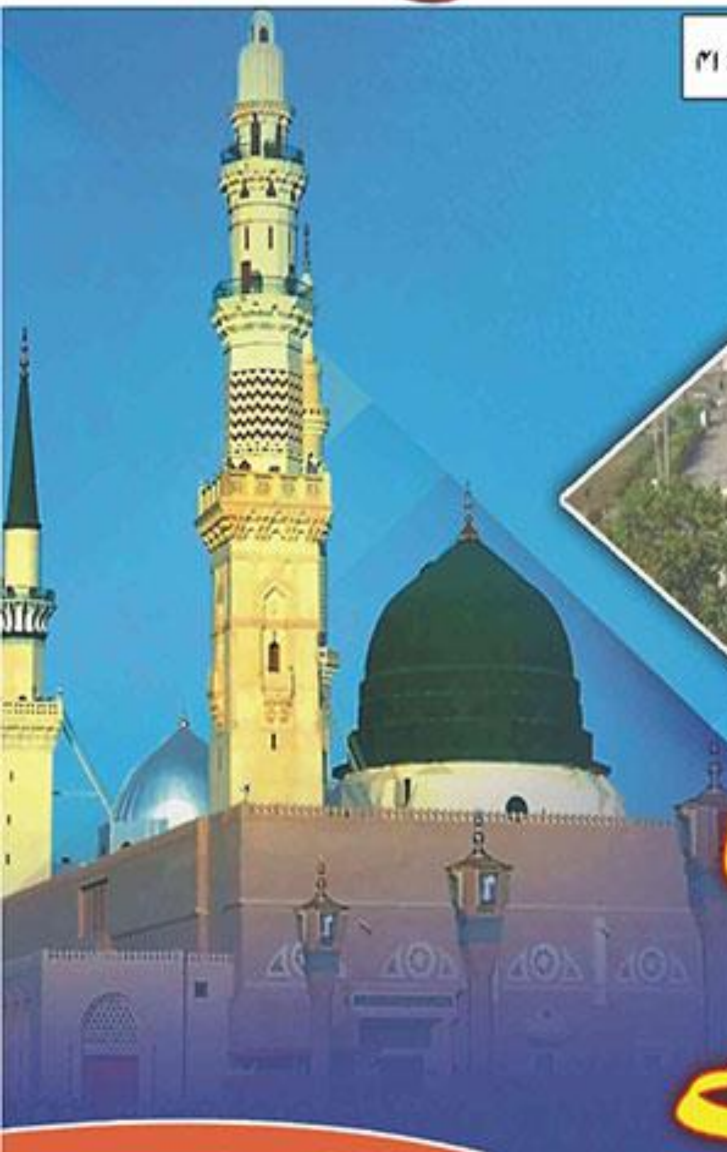

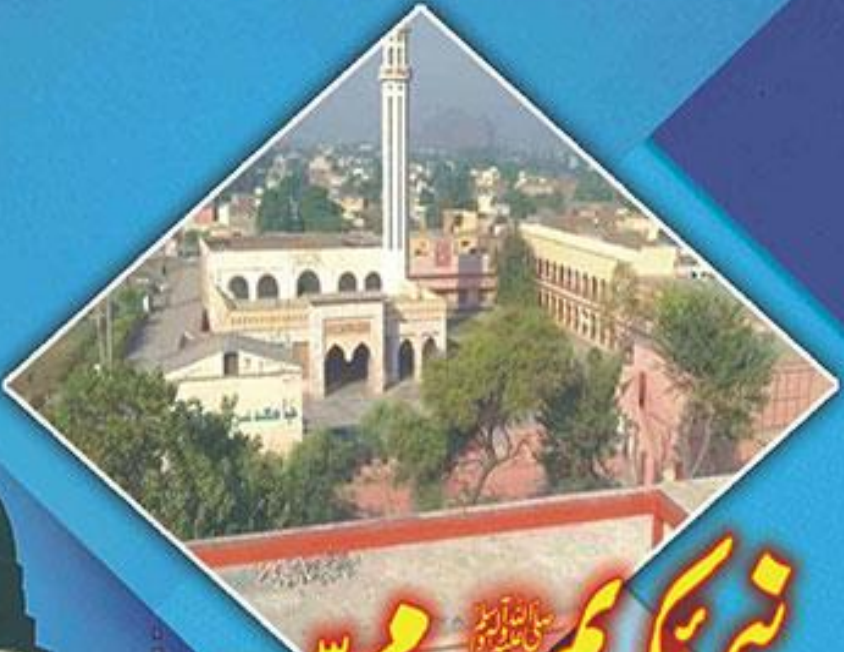

نبی کریم ﷺ سے محبت ایمان کا تقاضا ہے

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر سے قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن مدظلہ کا خطاب

بچوں کے نام کیسے رکھیں؟

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

میت کو غسل دینے سے پہلے اس کے پاس بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت کرنا

س:......اگر کسی کا انتقال ہوجائے تو میت کے غسل سے پہلے اس کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنا درست ہے یا نہیں؟ اگر دوسرے کمرے میں تلاوت کی جائے تو کیا حکم ہے؟

ج:......غسل دینے سے پہلے میت کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر میت کا چہرہ اور جسم مکمل کپڑے سے ڈھکا ہوا نہ ہو تو ایسی صورت میں تلاوت کرنا مکروہ ہے۔ تلاوت قرآن کریم کے علاوہ دیگر ذکر و اذکار اور تسبیحات وغیرہ کرسکتے ہیں اور اگر دوسرے کمرے میں تلاوت کی جائے یا میت سے دور بیٹھ کر تلاوت کی جائے یا میت کے چہرے اور جسم کے مکمل ڈھکے ہونے کی صورت میں اس کے پاس تلاوت کی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ البتہ میت کو غسل دینے کے بعد اس کے پاس بیٹھ کر تلاوت کرنا درست ہے، خواہ چہرہ ڈھکا ہو یا نہ ہو۔ جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے:

ترجمہ: ”میت کے پاس تلاوت کرنا مکروہ ہے، یہاں تک کہ اسے غسل نہ دے دیا جائے اور امداد الفتاح میں علامہ شرنبلالی نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ قرآن مجید کو بچایا جائے (بے ادبی سے جو ناپاکی کی وجہ سے ہے) میت کے نجس ہونے کی وجہ سے (اسی وجہ سے غسل بھی فرض ہے) کیونکہ موت نے اس کو نجس کردیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ محل کراہت اس وقت ہوگا جب کہ میت کے قریب ہو کر تلاوت کی جائے، اگر اس سے دور ہو کر تلاوت کی جائے تو کراہت باقی نہیں رہے گی اور یہ بات بھی واضح رہے کہ یہ کراہت اس وقت ہوگی جبکہ میت مکمل طور سے کپڑے سے ڈھکی ہوئی نہ ہو۔ اس لئے کہ اگر نمازی نجاست کے مقام پر چادر یا چٹائی وغیرہ ڈال دے اور نماز پڑھ لے تو کوئی کراہت نہیں ہے، اسی طرح اگر نجاست کی جگہ کو ڈھانک دیا جائے تو تلاوت کرنا بھی مکروہ نہیں ہوگا۔“

(شامی، ج:۲،ص:۱۹۳)

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا

س:......سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی تھی؟ کیا اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ہمارے پیارے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا تھا؟

ج:......جن اشیاء کے سب سے پہلے پیدا کرنے کا ذکر ہے، ان سب میں اولیت اضافی ہے، یعنی انوار میں سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا۔ چنانچہ ملا علی قاریؒ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں:

”فیؤول ان کل واحد مما ذکر خلق قبل ماھو من جنسہ فالقلم قبل جنس الا قلام و نورہ قبل الانوار اھ۔“

(مرقاۃ،ص:۱۶۷،ج:۱)

اور دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ نور میں اولیت حقیقی ہے، یعنی تمام مخلوقات میں سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو ہی پیدا کیا گیا۔

”والاول الحقیقی ھوالنور المحمدی (علی صاحبھا الصلوۃ والسلام)۔“ (مرقاۃ،ص:۱۶۶،ج:۱)

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد:۳۸ ۳ تا ۹ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ مطابق یکم تا ۷ نومبر ۲۰۱۹ء شمارہ:۴۱

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ کا خطاب	۵	محمد اعجاز مصطفی
بچوں کے نام کیسے رکھیں!	۷	مولانا میر زاہد مکھیالوی
آزاد کشمیر کی حکومت اور علماء کرام سے گزارشات	۱۰	حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
حضرت حسنؓ... سیرت و مناقب (۲)	۱۲	مولانا طارق جمیل مدظلہ
حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ (۴)	۱۵	مرسلہ: جناب خالد محمود
مولانا شجاع آبادی کے دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۰	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
نزول عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ! (۱۷)	۲۳	بیان: مولانا محمد علی جالندھریؒ

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

سحبان الہند حضرت مولانا
احمد سعید دہلویؒ

شفاعت

حدیث قدسی ۱۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری امت میں سے چار لاکھ آدمیوں کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کرے گا، یعنی ان سے کوئی حساب نہیں لیا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! زیادہ کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر لپ بنائی اور فرمایا: اچھا اتنی اور زیادہ۔ ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! زیادہ کیجئے۔ آپ نے پھر لپ بنا کر فرمایا اچھا اتنی اور پھر حضرت عمرؓ نے کہا: اے ابوبکرؓ! رہنے دو۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: عمر! تمہارا کیا حرج ہے، اگر اللہ تعالیٰ ہم سب ہی کو بہشت میں بھیج دے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: بلاشک اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایک ہی لپ میں تمام مخلوق کو جنت میں داخل کرسکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر! نے سچا کہا۔ (شرح السنۃ)

حضرت ابوبکرؓ کی درخواست پر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دفعہ لپیں بنا کر دکھلائیں۔ مطلب یہ تھا کہ چار لاکھ پر دو لپیں اور بڑھادی جائیں۔ حضرت عمرؓ نے ابوبکرؓ کو یہ کہہ کر روک دیا کہ جب اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کو بخشنے کے لئے ایک ہی لپ کافی ہے تو پھر زیادہ پر اصرار کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

حدیث قدسی ۱۱: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی درخواست پر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس کے قلب میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو، پس اہل ایمان نکالے جائیں گے اور ان کی حالت یہ ہوگی کہ تمام جسم جھلسا ہوا ہوگا اور کوئلے کی مانند ہوچکے ہوں گے، پھر ان سب کو نہر حیات میں ڈال دیا جائے گا، نہر حیات میں ان کا گوشت دوبارہ اگ آئے گا، کیا تم نے دیکھا نہیں، سیلاب کی زد میں جو کوڑا پانی پر یا نالے کنارے پر جمع ہوجاتا ہے، اس میں کوئی دانہ اگ آتا ہے وہ زرد رنگ کا لپٹا ہوا ہوتا ہے۔ (بخاری، مسلم) یعنی جس طرح وہ نرم اور نازک ہوتا ہے، اسی طرح ان کے جسم پر بھی آہستہ آہستہ نرم اور نازک کھال نکل آئے گی۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

سجدۂ تلاوت

س:...... کیا سجدۂ تلاوت فجر کے وقت میں نماز سے قبل، نماز کے بعد اور عصر کے وقت میں عصر کی نماز کے بعد ادا کیا جاسکتا ہے؟

ج:...... جی ہاں! سوال میں ذکر کردہ اوقات نوافل کے لئے مناسب نہیں ہیں چاہے تحیۃ المسجد ہی کیوں نہ ہو۔ سجدۂ تلاوت واجب ہے اور ان اوقات میں واجب کی ادائیگی ہوسکتی ہے۔

س:...... سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

ج:...... سیدھے کھڑے ہوکر باوضو قبلہ رخ ہوتے ہوئے بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ کرے، اس میں کم از کم تین مرتبہ ”سبحان ربی الاعلیٰ“ پڑھے، پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے سے سیدھا اٹھ جائے۔ اس سجدے کے بعد نہ قعدہ ہے، نہ تشہد پڑھنا ہے اور نہ ہی سلام وغیرہ پڑھنا ہے۔

پنج وقتہ سنتوں کے علاوہ کی سنتیں

س:...... پنج وقتہ فرض نمازوں کے ساتھ جن سنتوں کو بتلایا جاتا ہے، کیا ان سنتوں کے علاوہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری سنت نمازیں ثابت ہیں؟

ج:...... جی ہاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پنج وقتہ فرض نمازوں کے علاوہ بھی رات دن کے مختلف اوقات میں نمازیں بتلائی ہیں، لیکن ان کا پڑھنا فرض واجب نہیں ہے، وہ نمازیں درج ذیل ہیں:

(۱) تحیۃ الوضو، (۲) تحیۃ المسجد، (۳) نماز اشراق، (۴) نماز چاشت (صلوٰۃ الضحیٰ)، (۵) نماز اوابین، (۶) نماز تہجد، (۷) صلوٰۃ التسبیح، (۸) نماز استخارہ، (۹) صلوٰۃ الحاجات، (۱۰) نماز احرام، (۱۱) صلوٰۃ الکسوف، (۱۲) صلوٰۃ الخسوف، (۱۳) نماز استسقاء، (۱۴) نماز تراویح (جوکہ صرف رمضان کے مہینے میں ہی ادا کی جاتی ہے اور اس کے ادا کرنے کی تاکید بھی ہے) وغیرہ۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

۱۱؍اکتوبر۲۰۱۹ء ختم نبوت کانفرنس چناب نگر سے

قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم کا خطاب!

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

ملکی اور بین الاقوامی حالات جس نہج اور جس صورت حال میں ہیں، ان پر اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی بجائے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کانفرنس میں جو کچھ فرمایا ہے، وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کاز کی بہترین ترجمانی ہے، افادۂ عام کی غرض سے اس کے چند اقتباسات یہاں نقل کئے جاتے ہیں، حضرت مولانا نے فرمایا:

’’جناب صدر محترم! میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا اور اس کے تمام ذمہ داران اور کارکنان کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ ہمیشہ کی طرح آج بھی انہوں نے مجھ پر احسان کیا اور اس مبارک مجلس میں آپ کے ساتھ شریک ہونے کی سعادت بخشی۔ میرے محترم دوستو! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جس محاذ پر کام کر رہی ہے یہ ان کا پوری امت پر احسان ہے۔ یہ ختم نبوت اور عقیدہ ختم نبوت کی سرحدوں کے چوکیدار ہیں اور باوجود اس کے کہ ظاہری طور پر کوئی زیادہ مادی اسباب بھی نہیں ہیں لیکن ان کی آواز پوری امت کو بیدار کرنے کا عظیم تر فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ آج بھی ہمارے ملک کا جو بڑا حساس مسئلہ ہے ساری دنیا ہمیں یہ کہتی ہے کہ ’’آپ ختم نبوت کا مسئلہ کیوں چھیڑتے ہیں؟ آپ اپنی تحریک اور اپنے جلسوں میں ناموس رسالت کا موضوع کیوں چھیڑتے ہیں؟‘‘ میں واضح طور پر آپ سے کہوں کہ پاکستان کا مذہبی طبقہ جو اس حوالے سے ہمیشہ حساس رہا ہے جب سے یہ موجودہ حکومت آئی ہے تب سے اس موضوع پر ان کی تشویش بڑھ گئی ہے۔

اگر کوئی سیاسی جماعت جو ایک جمہوری جماعت ہے وہ جمہوریت کی بات کرتی ہے لیکن جمہوریت کے حوالے سے اگر اسے کوئی خطرات محسوس ہوں تو پھر جمہوریت کے لئے علمبردار بن کر میدان میں نکلتے ہیں۔ اگر انسانی حقوق کا سوال پیدا ہو جائے تو ہمارے ہاں سول سوسائٹی کے لوگ میدان میں نکلتے ہیں اور وہ انسانی حقوق کی بات کرتے ہیں۔ پاکستان کے 22 کروڑ مسلمان اور اس کا جو مذہبی حلقہ ہے چاہے وہ سیاسی امور کے ساتھ زیادہ تر وابستہ نہیں ہوتے، وہ اپنے خاص ماحول میں دین کی خدمت کرتے رہتے ہیں لیکن مجموعی طور پر اس پورے حلقے کو تشویش لاحق ہو جاتی ہے اور ایک اضطراب پیدا ہو جاتا ہے کہ پاکستان میں نت نئے معاملات، نت نئے مصائب اور انتہائی حساس مسائل آج کیوں خطرے میں ہیں؟ ٹھیک ہے کہ ہمارا بہت بڑا سیاسی ماحول، ہمارا صحافتی ماحول شاید یہ پہلو اس کی ترجیحات میں نہ ہو لیکن اگر ان کی کوئی ترجیح ہے اور اپنی ترجیحات پر وہ کوئی سوال اٹھاتے ہیں اور آواز اٹھاتے ہیں اور ہم سے وہ حمایت کی توقع رکھتے ہیں تو پھر مولوی طبقہ تم سے یہ بجا طور پر توقع رکھتا ہے کہ اسلامی موضوعات پر آپ بجائے اس کے کہ ہمیں کوستے رہیں کہ یہ تو مذہبی کارڈ استعمال کر رہے ہیں، یہ تو مذہب کے نام پر سیاست کر رہے ہیں، مہربانی کرو! ہمارا بھی تو اضطراب ہے، ہمارا بھی کوئی کرب ہے اور اس حوالے سے آپ پر بھی ہمارا حق ہے کہ جب ہمیں اضطراب ہو تو آپ بھی ہمارا ساتھ دیا کریں۔

میرے محترم دوستو! آپ کو یاد ہوگا کہ نومبر 2018ء میں ہم نے جو پہلا ملین مارچ کراچی میں کیا تو اس کا سبب ناموس رسالت کا مسئلہ تھا، توہین

رسالت کی ایک مرتکب کو جس طریقے سے بری کیا گیا اور باعزت بری اور جس طریقے سے باعزت ان کو اپنے کسی پسندیدہ ملک بھیجا گیا سرکار کی نگرانی میں، تو کچھ تو ہم بھی جانتے ہیں ناں، کہ کہاں کہاں سے دباؤ آیا، سالہا سال سے پڑی ہوئی اپیل ایک لمحے میں جاگتی ہے، سپریم کورٹ میں اپیل سنی جاتی ہے اور ایک گھنٹے کے اندر اندر سیشن کورٹ اور ہائی کورٹ اور اس کے بعد تفتیش سب رد کر دی جاتی ہے اور کہتے ہیں ہم ابھی ایک گھنٹے میں سمجھ گئے کہ سب کچھ غلط تھا اور اس کو رہا کیا جاتا ہے، مجھے پتا ہے کہ دنیا کے کس کس ملک نے پاکستان پر دباؤ ڈالا۔ کون کون سے مالیاتی ادارے پاکستان میں آئے اور اپنے نیٹ ورک میں پاکستان کو شامل کرنے کے لئے یہ شرط لگائی کہ پہلے آسیہ کو رہا کرو، اس کے بعد ہم آپ کو اس دنیا کے مالیاتی نیٹ ورک میں جگہ دیں گے۔ ہم کوئی بلاوجہ رو رہے ہیں؟ کوئی مسئلہ نہیں ہے اور ہم اس کو خواہ مخواہ اٹھانے کے شوقین ہیں؟ اور پھر یہ ہم نے وہی بات کی ہے جو ہمارا آئین کہتا ہے۔ ہمارا آئین انسداد توہین رسالت کے قانون میں کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے مرتکب کی سزا موت ہوگی۔ ہم کوئی آئین سے باہر بات تو نہیں کر رہے۔ اگر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے تو پاکستان کی پارلیمنٹ نے آئینی ترمیم کی ہے۔ یہ آئینی مسئلہ ہے۔ سیاسی پارٹیوں کی ترجیحات مختلف ہو سکتی ہیں لیکن آئین متفقہ ہے، اسی آئین کے تحت جب وہ جمہوریت کی بات کرتے ہیں، اسی آئین کے تحت جب وہ انسانی حقوق کی بات کرتے ہیں، اسی آئین کے تحت جب وہ ملکی معیشت کی بات کرتے ہیں تو ہم اسی آئین کے تحت مذہب کی بات کرنے کا پورا پورا حق رکھتے ہیں۔ انہوں نے شاید یہ سمجھا ہے کہ پاکستان میں مذہب لاوارث ہے، شاید یہ سمجھا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت لاوارث ہے، شاید یہ سمجھا ہے کہ ناموس رسالت اس ملک میں لاوارث ہے، نہیں! اس کے وارث موجود ہیں اور اس پر جان قربان کرنے والے بھی موجود ہیں اور آج میں آپ کو ایک نئی بات کہنا چاہتا ہوں کہ جب ہم نے اسلام آباد کی طرف مارچ کرنے کا فیصلہ کیا، اکتوبر کا مہینہ ہم نے اس کے لئے متعین کیا اور اس کے بعد سب جماعتوں نے مشاورت کے بعد 27 اکتوبر اس کے لئے طے کیا تو دنیا میں دو قوتیں ہیں جو اس وقت اضطراب میں ہیں اور پریشان ہیں، یہ پریشانی ایک اسرائیل میں پائی جا رہی ہے اور ایک قادیان میں پائی جا رہی ہے، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے جو تیس چالیس سال تک یہاں پاکستان میں سرمایہ کاری کی ہے، یہاں پاکستان میں جو ہم نے لابنگ کی ہے جو ہم نے اپنا ایک حلقہ اثر بنایا ہے یہ مارچ اس کو بھی بہا کر لے جائے گا اور ہماری ساری محنت ضائع ہو جائے گی۔ اور یہ بات اخبارات میں 1996ء میں لکھی ہے کہ 2020ء میں اسرائیل کا صیہونی قوت کا نیٹ ورک پورے جنوبی ایشیا میں پھیل جائے گا اور پورے جنوبی ایشیا کو قبضے میں لے لے گا۔ ابھی چند روز پہلے قادیانی گروہ کے سربراہ نے بیان دیا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ پاکستان کے آئین سے قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے شق خارج کر دیے جائیں۔

یہ اس کا باقاعدہ بیان ہے۔ اب ایسی صورت حال میں کیا ہم نے ان حالات میں اپنا فرض نہیں ادا کرنا؟ میں تمام علماء کرام کی خدمت میں عرض کرتا ہوں، تمام مکاتب فکر کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جب میں یہ سوال اٹھاتا ہوں تو میں کسی ایک خاص مکتبہ فکر کی نمائندگی نہیں کر رہا ہوتا، میں امت مسلمہ کی ترجمانی کرتا ہوں۔ جب یہ سوال اٹھاتا ہوں تو میری کسی کے ساتھ یہ مسابقت نہیں ہے کہ تم پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے کم محبت رکھتے ہو اور ہم زیادہ محبت رکھتے ہیں۔ پوری امت یکساں طور پر آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہے اور ان کے ساتھ عقیدت رکھتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ایمان کا تقاضا ہے۔ اس میں مسابقت کا کیا سوال ہے؟ میں نے پارلیمنٹ میں بھی یہ بات کی تھی کہ آپ لوگ اس فلور پر میری طرف انگلی کر کے اشارہ نہ کریں کہ خدانخواستہ میں کسی خاص مسلک کا نمائندہ ہوں، میں پوری قوم کا نمائندہ ہوں۔“

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم العالیہ کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی زندگی عطا فرمائے، ان کا سایہ تا دیر امت پر سلامت رکھے۔ واقعی حضرت مولانا پوری امت مسلمہ کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ثابت قدمی عطا فرمائے۔ حاسدین کے حسد، شریروں کے شر اور فتنہ پروروں کے فتنوں سے آپ کی اور پوری امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

بچوں کے نام کیسے رکھیں؟

مولانا میر زاہد مکھیالوی

اسلام دین فطرت ہے، جو انسانی زندگی کے تمام افعال واعمال اور اقوال واحوال پر محیط ہے اور انسانی عظمت کا نقیب ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں اس کی صالحانہ رہنمائی موجود ہے۔ تو مولود بچوں کے اچھے معنٰی دار نام تجویز کرنے، مہمل اور بے معنٰی ناموں سے احتراز کرنے کے سلسلہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث شاہد عدل ہیں، چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے آباء کے ناموں سے پکارے جاؤ گے، لہٰذا اچھے نام رکھا کرو۔ (رواہ احمد، ابوداؤد، مشکوٰۃ:۴۰۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باپ پر بچہ کا یہ بھی حق ہے کہ اس کا نام اچھا رکھے اور اس کو حسن ادب سے آراستہ کرے۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی سب سے پہلے تحفہ اپنے بچہ کو نام کا دیتا ہے، اس لئے چاہئے کہ اس کا نام اچھا رکھے۔ (رواہ ابوالشیخ)

حضرت ابووہب جشمی کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء کے ناموں پر اپنے نام رکھو، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین نام عبداللہ وعبدالرحمٰن ہیں اور سب ناموں سے سچے نام حارث وہمام ہیں اور سب سے برے نام حرب اور مُرہ ہیں۔ (ابوداؤد، ص:۶۷۶/۲، مشکوٰۃ:۴۰۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچھے نام سے محبت رکھتے تھے۔ (زادالمعاد)

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کسی کے یہاں بچہ پیدا ہو تو اس کا نام اچھا رکھے اور تعلیم وتربیت دے، بالغ ہوجائے تو اس کی شادی کردے اور بالغ ہونے کے بعد شادی نہیں کی اور وہ لڑکا (یا لڑکی) کسی گناہ میں مبتلا ہوگیا تو اس کا گناہ باپ پر بھی ہے۔ (مشکوٰۃ، ص:۲۷۱)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پاکیزہ تعلیمات وہدایات سے جس طرح بچوں کو حسن ادب سکھانے اور اچھی تربیت دینے کا سبق ملتا ہے، اس کے ساتھ ہی بچوں کے اچھے نام تجویز کرنے کی اہمیت ونافعیت بھی بخوبی واضح ہوجاتی ہے، نام تجویز کرنے کا مقصد محض تعین اور پہچان نہیں؛ بلکہ مذہب کی شناخت اس سے وابستہ ہے، دین کے لئے علامت اور شعار ہے، فکر وعقیدہ کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے، اس لئے احادیث میں اس سلسلہ میں خصوصی ہدایات دی گئیں، اچھے دلکش اور بامعنی ناموں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے اور ایسے ناموں سے منع کیا گیا ہے جو بھدے اور معنی ومفہوم کے اعتبار سے ناگوار ہوں جن سے شرک کی بو آتی ہو۔

اس وقت مسلم معاشرہ کی صورت حال زبوں تر ہے، جدت پسندی کا دور ہے، لوگ ایسے نئے نئے نام تجویز کرتے ہیں جو بے معنی اور مہمل ہوتے ہیں بلکہ ایسے نام نکلوانے کی فکر ہوتی ہے جو محلّہ پڑوس اور آس پاس کے گاؤں دیہات اور اہل قرابت میں کسی کا نہ ہو، بلکہ کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ بعض لوگ ایسے ناموں کے معانی پوچھتے ہیں کہ لغۃً جن کا نہ کوئی مادہ ہوتا ہے اور نہ ماخذ اشتقاق، ظاہر ہے کہ ایسے مہمل الفاظ کے معانی لغت میں کیسے مل پائیں گے۔

بعض ناخواندہ لوگوں میں یہ رجحان بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ نام قرآن سے تجویز کرنے کو خیر وبرکت کا ذریعہ سمجھتے ہیں، قطع نظر اس کے کہ معنی کیسے ہیں، چنانچہ ایک صاحب نے اپنی بچی کا نام رکھا: ”لِمَنْ تَشَآءُ۔“ دوسرے صاحب کے بارے میں پتہ چلا کہ انھوں نے اپنی بیٹی کو ”وَرِیْشًا“

سے موسوم کیا۔شہر مظفر نگر کے دیہات میں ایک عورت جو ذرا قرآن کریم پڑھنا جانتی تھی،اس کے یہاں یکے بعد دیگرے تین بیٹیاں پیدا ہوئیں،اس نے اپنے کو خواندہ سمجھتے ہوئے بچیوں کے نام تجویز کرنے کے لئے قرآن کریم سے ’’سورہ کوثر‘‘ کا انتخاب کیا،چنانچہ بڑی بچی کا نام ’’کوثر‘‘ رکھا، دوسری کا نام ’’وانحر‘‘ تجویز کیا،اور تیسری کا نام ’’ابتر‘‘ مقرر کیا۔کوثر اور وانحر کے معنی تو بحیثیت نام کسی حد تک درست بھی ہیں لیکن آخری لفظ ابتر کے معنی بہت بدتر کے ہیں جو کسی بھی طرح مناسب نہیں۔ایسے لوگوں کو بطور اصلاح کچھ کہا جائے تو سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم سے رکھے ہوئے ناموں کو تبدیل کرنا کون سے مسئلہ کی بات ہے؟ حالانکہ قرآن کریم سے نام تجویز کرنے کی بات علی الاطلاق درست نہیں ہوسکتی،اس لئے کہ قرآن کریم میں ’’حمار‘‘، ’’کلب‘‘، ’’خنزیر‘‘، ’’بقرہ‘‘، ’’فرعون‘‘، ’’ہامان‘‘، ’’قارون‘‘ وغیرہ کے الفاظ بھی آئے ہیں تو ان کے طریق استدلال کے مطابق ان الفاظ کے ذریعہ بھی نام رکھنا صحیح ہونا چاہئے؟

مربی عصر حضرت اقدس مفتی مہربان علی شاہ بڑوتی قدس سرہ ناموں کی تجویز کے سلسلہ میں اپنا ایک منفرد مزاج اور انفرادی رائے رکھتے تھے، چنانچہ اپنی زندگی میں انھوں نے تحریراً وتقریراً عوام و خواص کے طبقہ میں اس نوعیت کی کوششیں بھی فرمائیں، ’’ہمارے قدیمی نام‘‘ کے عنوان سے ایک کتاب کی تالیف کے لئے بھی وہ پُرعزم تھے بلکہ اس کے لئے پیش لفظ اور سرورق لکھ کر کاتب الحروف کے حوالہ کردیا تھا،افسوس کہ ان کی حیات میں ان کے اس تالیفی منصوبہ کی تکمیل نہ ہوسکی، البتہ ان کی وفات کے بعد ’’مسلمانوں کے نام اور ان کے احکام‘‘ کے عنوان سے اکابر کی تصدیقات کے ساتھ الحمدللہ کئی سالوں سے وہ مجموعہ علمی مارکیٹ میں دستیاب ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پیش لفظ کا اقتباس ہم یہاں درج کرتے ہیں جس میں مسلم معاشرہ کی ایک کمزوری کی نشاندہی اور اس کی اصلاح کا طریقہ موجود ہے۔

سیدالانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھا نام تجویز کرنے کی ترغیب دی ہے، اسم کے اثرات مسمّٰی میں منتقل ہونا بھی مسلم ہے، پھر عمدہ نام وہ ہے جس میں بندہ کے لئے بندہ ہونا ظاہر ہو،اس کے بعد وہ نام جو انبیاء اور پیغمبروں کے ناموں پر ہوں،اس کے بعد ان ناموں کی اجازت ہے جن کے معنی میں کوئی برائی اور شر نہ ہو۔اس وقت جدت پسندی کا ایک مزاج اور ایک رو ہے جس کے اثر سے چیدہ چیدہ افراد ہی محفوظ ہیں،قرآن کریم میں ’’منھم من قصصنا علیک‘‘ کے تحت بعض پیغمبروں کے اسماء ذکر کئے گئے ہیں،ان میں بھی بعض نام تو امت مسلمہ میں رائج ہیں اور بعض قلیل الاستعمال ہیں،مثلاً: آدم،ذوالکفل اور نوح اور بعض بالکل متروک ہیں، مثلاً: ہود،لوط،الیسع۔حالانکہ ان کے بابرکت ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں،زبان پر ثقیل بھی نہیں،بہت ہلکے پھلکے ہیں،بس التفات نہیں۔

ایک عرصہ تک سوچتا رہا کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ خیال آیا،شاید میرے علم میں نہ ہوں اور فی الواقع تجویز کئے جاتے ہوں،اس لئے کہ عدم علم عدم وقوع کو مستلزم نہیں،اس لئے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون کی تعمیل میں بعض بزرگوں سے زبانی اور بعض سے تحریری سوال کیا لیکن خاطر خواہ تسلی کسی جگہ سے نہ ہوسکی۔

اس لئے میں نے سوچا کہ لوگ نئے نئے نام دریافت کرتے ہیں اور اس قسم کی باقاعدہ کتابیں بھی مرتب ہوتی رہتی ہیں،جو مبارک نام اتنے قدیم ہوگئے ہوں جن کی طرف سے التفات ہٹ چکا ہو تو انہیں دہرانا شروع کردیا جائے وہی رائج ہوجائیں گے۔

بے معنی اور غیر اسلامی ناموں کو بدلنے، انبیاء کرام اور صحابہ عظام کے ناموں پر نام تجویز کرنے میں کاتب الحروف نے کئی سالوں تک حضرت بڑوتی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں عملی نمونہ دیکھا کہ انھوں نے اپنے بہت سے اہل تعلق کے ناموں

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی منتظمہ کا اجلاس

چناب نگر.....۱۲؍اکتوبر ۲۰۱۹ء صبح ۹ بجے کانفرنس کی منتظمہ کا اجلاس حضرت مولانا عزیزالرحمن جالندھری مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوا،جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین اور جامعہ ختم نبوت کے اساتذہ کرام نے شرکت کی۔اجلاس میں انتظامات کے سلسلہ میں غوروخوض کیا گیا،تقریباً تمام شعبہ جات کی کارکردگی کو بہتر ہونے کی وجہ سے سراہا گیا اور اگر کسی شعبہ میں کہیں کمی یا کوتاہی کی نشاندہی کی گئی تو اسے رجسٹر کارروائی پر نوٹ کردیا گیا،تاکہ آئندہ سال اس کا ازالہ کیا جاسکے۔نیز کانفرنس سے خطاب کرنے والے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام،مشائخ عظام،مقررین وخطباء کا شکریہ ادا کیا گیا کہ ان کی شرکت سے کانفرنس کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔نیز ہزارہا عوام کی شرکت کو عطیۂ خداوندی سمجھتے ہوئے اللہ پاک کا شکر اور ہزاروں عوام کا شکریہ ادا کیا گیا۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

میں ترمیم فرمائی بعض لوگوں کے ناموں کو تبدیل کیا، "ہرسولی" اوراس کے اطراف میں خاص طور پر بہت سے نومولود بچوں کے نام "ہود"، "لوط"، "ذوالکفل"، "نوح" اور "آدم" تجویز فرمائے۔

بہرحال حضرات اہل علم اورخدام دین پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ مسلم معاشرہ میں جو غیراسلامی ناموں کا رواج ہوتا جارہا ہے اور دینی و علمی مزاج و مذاق کے رسالہ سے نام رکھنے کے بجائے ناول اور افسانوں کی کتابوں سے نام رکھنے کا رجحان بڑھ رہا ہے اس پر ہر صاحب علم اپنی حیثیت وصلاحیت کے موافق توجہ دے اوراسی پر زور دیا جائے کہ مسلمانوں میں انبیاء کرام صحابہ عظام اور حضرات تابعین اہل علم وفضل کے ناموں کا سلسلہ بڑھے اور ایک متروک سنت کا احیاء ہو اور احادیث میں جو اچھے دلکش اور بامعنی نام کی حوصلہ افزائی کی گئی اوراس کے متعلق جو خصوصی ہدایات دی گئی ہیں ان پر عمل کرنے کا جذبہ عوام الناس میں بیدار ہو جیسا کہ ارشاد نبوی ہے کہ "تم قیامت میں اپنے نام اور اپنے باپ کے نام سے پکارے جاؤ گے، لہٰذا تم بہتر نام رکھا کرو۔" (ابوداؤد) ظاہر ہے کہ میدان آخرت میں کوئی برے نام سے پکارا گیا تو اس بھرے مجمع میں بڑی رسوائی اور خفت ہوگی، اس لئے وہ دن آنے سے پہلے ہی توجہ دی جائے اور نام کے انتخاب میں معنی ومفہوم کی ضرور رعایت رکھی جائے۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اچھا نام سن کر بہت خوش ہوتے اور خوشی سے چہرہ انور دمکنے لگتا تھا اور ناپسند نام سے چہرہ مبارک پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوجاتے، اگرچہ وہ کسی قبیلے، بستی یا شہر کا نام ہی کیوں نہ ہو، اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں رونق افروز ہونے کے بعد اس کا قدیم نام "یثرب" تبدیل کردیا اور "مدینہ" تجویز فرمایا۔ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی صحابی کو گورنر بنا کر کسی جگہ بھیجتے تو اس کا نام پوچھتے، اگر پسندیدہ نام ہوتا تو خوش ہوتے اور ناپسندیدہ نام ہوتا تو ناگواری فرماتے اور اس کا اثر بھی چہرہ سے ظاہر ہوجاتا، ایسے ہی کسی بستی میں داخل ہوتے تو اس بستی کا نام پوچھتے، اگر بہتر ہوتا تو خوش ہوتے اور خوشی کی کیفیت چہرۂ انور پر نمایاں ہو جاتی اور اگر اچھا نہ ہوتا تو ناپسندیدگی کا اثر بھی چہرہ سے ہویدا ہوجاتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک صاحبزادی کا نام عاصیہ (نافرمان) تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بدل کر جمیلہ (خوبصورت) رکھ دیا۔ (مسلم، مشکوٰۃ، ص:۴۰۷)

اور بھی اس قسم کی بہت سی مثالیں اور واقعات احادیث میں آئے ہیں جن کی تفصیلات سے اہل علم واقف ہیں اور کتابوں میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

اس عاجز کا مقصد دیندار اور علماء کے طبقہ کو خصوصاً اور عوام المسلمین کو عموماً اس جانب توجہ دلانا ہے کہ وہ اچھے اور صالح ناموں کا انتخاب کریں، اور وابستہ حضرات کو بھی اس کی تلقین وہدایت فرماتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب ہی کو اپنی مرضیات کی توفیق بخشے۔ (آمین) (بشکریہ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، جنوری ۲۰۱۰ء)

مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس اور امرأ کے انتخاب کی تجدید

چناب نگر......۱۱/اکتوبر ۲۰۱۹ء کو ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مرکزی نائب امیر کی صدارت میں منعقد ہوا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیزالرحمن جالندھری مدظلہ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تاریخ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کی ۱۹۴۹ء میں تشکیل ہوئی اور باضابطہ انتخاب ۱۹۵۳ء میں ہوا۔ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پہلے امیر منتخب ہوئے اور وہ ۲۱/اگست ۱۹۶۱ء تک تاحیات امیر رہے۔ آپ کی وفات کے بعد مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی امیر منتخب ہوئے اور تادم زیست امیر رہے۔ ان کی وفات کے بعد مولانا محمد علی جالندھریؒ امیر بنائے گئے اور ان کے بعد مولانا لال حسین اخترؒ۔ آپ کی وفات کے بعد عارضی طور پر چھ ماہ کے لئے فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ امیر بنے اور مستقل طور پر شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ امیر منتخب ہوئے اور انہیں کی سرکردگی میں ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ حضرت شیخؒ کے بعد خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمدؒ امیر بنائے گئے اور ۳۳ سال تک امیر رہے۔ آپ کے دور امارت میں مجلس نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی حیثیت اختیار کرلی۔ آپ کے بعد حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کو امیر بنایا گیا۔ ان کی وفات کے بعد حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ جو پہلے نائب امیر تھے، امیر بنائے گئے۔ حضرت حافظ ناصر الدین خاکوانی دامت برکاتہم اور مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نائب امرأ منتخب ہوئے، ان حضرات کی نگرانی میں یہ کاروان رواں دواں ہے۔ تمام اراکین سے درخواست کروں گا کہ ان کی امارت کی تجدید وتوثیق فرمائیں، تمام اراکین عمومی نے تائید کی اور انہیں ایک مرتبہ پھر تین سال کے لئے امیر ونائب امیر منتخب کیا گیا۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

آزاد کشمیر کی حکومت اور

علماء کرام سے چند گزارشات

۱۲؍اکتوبر ۲۰۱۹ء کو راولاکوٹ آزاد کشمیر میں متحدہ علماء کونسل کے زیراہتمام ''جہاد کشمیر اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر ہل ٹاپ ہوٹل میں منعقدہ سیمینار میں کچھ گزارشات پیش کرنے کا موقع ملا، جس کی صدارت مولانا مفتی عبدالخالق نے کی جبکہ مہمانان خصوصی میں پاکستان شریعت کونسل کے مرکزی نائب امیر مولانا قاضی محمد رویس خان ایوبی اور جماعت اسلامی آزاد کشمیر کے سابق امیر سردار اعجاز افضل ایڈووکیٹ شامل تھے۔ان گزارشات کا خلاصہ نذر قارئین ہے۔

بعدالحمدوالصلوٰۃ! گزشتہ کل مجھے منگ آزاد کشمیر حاضری کی سعادت حاصل ہوئی، وہاں حاضری کے لئے مولانا محمد یاسین اور مولانا قاری سعیدالرحمان تنویر کا ایک عرصہ سے تقاضا تھا، ان کے حکم پر کل مرکزی جامع مسجد منگ میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کیا اور آج راولاکوٹ میں متحدہ علماء کونسل کے اس پروگرام میں آپ کے سامنے حاضر ہوں۔

خطۂ کشمیر کی موجودہ صورتحال آپ کے سامنے ہے، کسی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے کہ گزشتہ سات عشروں سے کشمیری عوام کو ان کے مسلمہ حق خودارادیت سے مسلسل محروم رکھا جارہا ہے اور حالیہ صورتحال یہ ہے کہ مقبوضہ کشمیر کے عوام دو ماہ سے زیادہ عرصہ سے کرفیو کے ماحول میں ہیں، آزادانہ نقل وحرکت کے حق سے محروم ہیں اور اشیائے خوردونوش کی قلت کا شکار ہیں، جبکہ ان کی بے بسی اور مظلومیت پر ارباب فہم وشعور کا اضطراب بڑھتا جارہا ہے مگر عملاً کوئی بھی کچھ کرنے کی پوزیشن میں دکھائی نہیں دے رہا۔اس

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

پس منظر میں علماء کشمیر اور آزاد حکومت کی خدمت میں چند گزارشات پیش کرنا چاہ رہا ہوں۔ یہ جنگ ابتدا سے دو محاذوں پر لڑی جارہی ہے:

پہلا جہاد کا ہے کہ ڈوگرہ راجہ کے خلاف ۱۹۴۷ء میں جہاد کے شرعی فتویٰ کی بنیاد پر جنگ کا آغاز کیا گیا تھا جس کے نتیجے میں ریاست جموں و کشمیر کا موجودہ خطہ آزاد ہوا اور یہاں آزاد حکومت قائم ہوئی۔ جہاد کا یہ عمل سری نگر کے دروازے تک جا پہنچا تھا اور پونچھ شہر کے دروازوں پر دستک دے رہا تھا کہ اقوام متحدہ درمیان میں کود پڑی اور اس وعدہ کے ساتھ جنگ بندی کرادی کہ جموں وکشمیر اور دیگر متعلقہ علاقوں کے عوام کو اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کرنے کا حق دیا جائے گا، اور اقوام متحدہ کے زیراہتمام آزادانہ استصواب رائے کا اہتمام کر کے اس خطہ کے لوگوں کو یہ فیصلہ کرنے کا موقع دیا جائے گا۔اس وعدہ کو سات دہائیاں گزر چکی ہیں مگر ابھی تک اس کی تکمیل کے لئے کوئی سنجیدگی سامنے نہیں آئی بلکہ عالمی استعماری قوتوں کے سامنے اقوام متحدہ کی بے بسی دیکھتے ہوئے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر اقوام متحدہ اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے تو اسے دنیا کے سامنے اپنی لاچارگی کا اقرار کرنا چاہیے کیونکہ ایک قوم کو اس سلسلہ میں مسلسل گومگو کی کیفیت میں رکھنا بجائے خود ظلم اور ناانصافی ہے۔

دوسرا سفارت کاری کا ہے کہ بہت سے ممالک کی حکومتیں بھارتی مفادات کے تحفظ کا عندیہ ظاہر کرتی نظر آرہی ہیں اور اس سلسلہ میں کشمیری عوام کی مظلومیت اور اسلامی دنیا کے عوامی رجحانات کو نظر انداز کرتے ہوئے محض اپنے معاشی وسیاسی مفادات بچانے کو ترجیح دے رہی ہیں۔ سفارتی محاذ پر بھارت کا پلڑا وزنی دکھائی دے رہا ہے اور کشمیر کے مسئلہ پر عالمی برادری کی خاموشی کی بڑی وجہ بھی یہی ہے، اس لئے عالمی اور علاقائی سطح پر سفارت کاری کو ازسرنو منظم کرنا اور کشمیری عوام کی مظلومیت و بے بسی سے دنیا کو آگاہ کرتے ہوئے بین الاقوامی لابنگ میں زیادہ موثر کردار ادا کرنا ہماری ناگزیر ضرورت ہے۔

جہاں تک جہاد کا تعلق ہے میرا علماء کشمیر سے یہ سوال ہے کہ انہوں نے جہاد کے جس شرعی

فتویٰ پر ۱۹۴۷ء میں جنگ لڑی تھی اور یہ آزاد ریاست قائم کی تھی، کیا وہ فتویٰ باقی ہے یا ختم ہوگیا ہے؟ علماء کرام کو اس سوال کا سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لینا ہوگا اور اگر ان کے خیال میں وہ فتویٰ ابھی باقی ہے اور ختم نہیں ہوگیا تو اس پر آج کے حالات میں عملدرآمد کے راستے تلاش کرنا بہرحال علماء کرام کی ذمہ داری ہے۔ اس سلسلہ میں میری تجویز یہ ہے کہ پہلے مرحلہ میں آزاد کشمیر کے سرکردہ مفتیان کرام کو مل بیٹھ کر اس فتویٰ کی موجودہ شرعی حیثیت کا جائزہ لینا چاہیے اور طے کرنا چاہیے کہ جہاد کے شرعی فریضہ کی آج کے دور میں ادائیگی کی کیا صورت ہوگی۔ اس کے بعد علماء کرام کی تجاویز کی روشنی میں آزاد جموں وکشمیر کی ریاستی حکومت ایک وسیع تر قومی کانفرنس کا اہتمام کر کے اجتماعی مؤقف طے کرے اور حکومت پاکستان سے اس سلسلہ میں بات چیت کی جائے۔ میں ذاتی طور پر جہاد کے ''پرائیویٹ فتویٰ'' کے حق میں نہیں ہوں اور اس بات کا قائل ہوں کہ ریاست کی موجودگی میں جہاد کے اعلان کا حق صرف ریاست کو ہے، مگر یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ صرف حق نہیں بلکہ ذمہ داری بھی ہے، اسے صرف ریاست کا حق کہہ کر ٹالتے رہنا درست نہیں بلکہ حق اور ذمہ داری کے دونوں پہلو سامنے رکھ کر حکومت آزاد کشمیر اور حکومت پاکستان کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔

جہاں تک شرعی ضرورت کا تعلق ہے وہ تو واضح ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں آغاز سے ہی خوف وہراس کا ماحول موجود ہے، اور کچھ عرصہ کے وقفہ سے آزادی کی جدوجہد کو بار بار کچلنے کے لئے ظلم وجبر اور دہشت کی جو فضا قائم کردی جاتی ہے وہ جہاد کا تقاضا کررہی ہے اور ہمیں اپنی ذمہ داریوں کی طرف مسلسل توجہ دلا رہی ہے۔ اس لئے میں آج کے اس اجتماع کی وساطت سے (۱) علماء آزاد کشمیر (۲) حکومت آزاد کشمیر (۳) حکومت پاکستان، تینوں سے یہ درخواست کررہا ہوں کہ اس مسئلہ پر سنجیدگی کا مظاہرہ کریں اور تمام ریاستی ادارے باہمی مشاورت ومفاہمت کے ساتھ اس کا کوئی عملی طریق کار طے کریں، یہ ایک پڑوسی مسلم ملک ہونے کی وجہ سے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو ظلم و جبر کے ماحول سے نکالیں۔

جہاد کے حوالہ سے بھی اور عالمی رائے عامہ اور اداروں کو متحرک کرنے کے حوالہ سے بھی میری پاکستان اور آزاد کشمیر کے متعلقہ حلقوں، طبقات، اداروں اور جماعتوں سے گزارش ہے کہ وہ خدا کے لئے سنجیدہ ہوجائیں، کشمیری عوام کے مستقبل اور موجودہ صورتحال کو امریکی صدر ٹرمپ اور اقوام متحدہ کی موجودہ پالیسیوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دینا سراسر زیادتی کی بات ہے، اس لئے کہ وہ اس وقت تک کچھ نہیں کریں گے جب تک ہم متحرک و بیدار نہیں ہوں گے۔ متعلقہ عالمی اداروں کو ان کی ذمہ داریاں پورا کرنے کے لئے آمادہ کرنے کا ماحول ہم نے بنانا ہے اور یہ محنت طلب کام ہے جو محض تقریروں اور بیانات سے نہیں ہوگا، بلکہ اس کے لئے مسلسل سفارتی محنت کرنا ہوگی۔

میں ایک بار پھر متحدہ علماء کونسل راولاکوٹ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان معروضات پر توجہ دینے کی گزارش کررہا ہوں، خدا کرے کہ ہم تاریخ کے اس نازک مرحلہ میں کشمیری بھائیوں کے لئے صحیح رخ پر محنت اور جدوجہد کا اہتمام کرسکیں، آمین یارب العالمین۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد، ۱۹/اکتوبر ۲۰۱۹ء)

خطبات جمعہ، نواب شاہ

نواب شاہ (قاری عبداللہ فیض) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے بروز جمعہ مؤرخہ 4/اکتوبر 2019ء مرکزی جامع مسجد ہاؤسنگ سوسائٹی نواب شاہ میں جمعہ کا خطاب کرتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت پر مفصل ومدلل گفتگو فرمائی اور آگاہ فرمایا کہ یہ عقیدہ آئین پاکستان کا حصہ ہے، لہٰذا اپنے عقیدہ کی حفاظت کرنا ہر مسلمان کا ایمانی فریضہ بھی ہے اور آئینی حق بھی۔ مزید کہا کہ قیامت تک پاکستان بھی رہے گا، پاکستان کا آئین بھی رہے گا اور آئین پاکستان میں تحفظ ناموس رسالت کا قانون بھی رہے گا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے بروز جمعہ مؤرخہ 4/اکتوبر 2019ء جامع مسجد کبیر نزد ریلوے اسٹیشن نواب شاہ میں جمعہ کا خطاب کرتے ہوئے عقیدۂ حیاتِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور رفع ونزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مدلل گفتگو فرمائی اور مرزا قادیانی کے مذموم عقائد سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیرت ومناقب

گزشتہ سے پیوستہ

حضرت مولانا طارق جمیل مدظلہ

عہد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

۱:... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں ''کوفہ'' کو دارالخلافہ بنایا تھا۔ ایک مرتبہ کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تقریر کی۔ اس تقریر میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ لوگو! تمہارے بھائی ''حسن بن علی'' نے مال جمع کیا ہے اور وہ اس مال کو تمہارے درمیان تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ اعلان سن کر کافی سارے لوگ آگئے، جب یہ صورت حال دیکھی تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ خود کھڑے ہوئے اور وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: یہ مال صرف غریب لوگوں کے لئے ہے، اس کے بعد آدھے لوگ بیٹھ گئے اور آدھے کھڑے رہے، پھر حضرت حسنؓ نے ان مستحق لوگوں میں وہ مال تقسیم فرمادیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد کے زمانۂ خلافت میں بھی اپنے مال سے لوگوں کا تعاون کرتے تھے۔

۲:... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ باوجود والد ہونے کے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی حد سے بڑھ کر عزت کرتے تھے اور ان کی تعظیم وتوقیر کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے آپ سے کہا: بیٹے! یہ لوگ جمع ہیں، تم ان میں تقریر کروتا کہ میں بھی سن لوں۔ آپ نے عرض کی: آپ کی موجودگی میں بیان کرنے سے مجھے شرم آتی ہے اور آپ کے سامنے ہمت بھی نہیں ہوتی۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھ کر چلے گئے اور جا کر ایسی جگہ بیٹھ گئے، جہاں سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو تو دکھائی نہ دیں، مگر ان کی آواز سنائی دیتی رہے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ چلے گئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ اٹھے، لوگوں میں بیان کیا اور انتہائی فصیح وبلیغ بیان کیا، جب بیان ختم ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوب حوصلہ افزائی کی۔

۳:... عبدالرحمن بن ملجم مرادی نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تو آپ کے صاحبزادوں حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما نے آپ کی تجہیز وتکفین کا انتظام کیا اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور بعد میں ابن ملجم کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ہی قتل کے بدلہ قتل کرایا۔

۴:... حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے اگلے دن حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں تقریر کی اور فرمایا: لوگو! کل تم سے ایک ایسی شخصیت جدا ہوئی ہے، جو ''علم'' میں سب پر فائق تھی اور وہ ایسے شخص تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاتھ میں جھنڈا دے کر انہیں کسی محاذ پر بھیجتے تھے تو وہ اس وقت تک واپس نہیں آتے تھے جب تک ان کو فتح نہ ہوجائے، اور وہ اس حال میں دنیا سے روانہ ہوئے ہیں کہ ان کے پاس نہ سونا تھا، نہ چاندی، صرف سات سو درہم تھے جو انہوں نے اپنے گھر کے خادم کے لئے رکھے ہوئے تھے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا اپنا زمانہ خلافت:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ جب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تدفین سے فارغ ہوگئے تو (امت کے شیرازے کو بکھرنے سے بچانے کے لئے) لوگوں کو اپنی بیعت کی طرف دعوت دی، لوگوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے آپ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی۔ یعنی اسی ماہ رمضان المبارک ۴۰ ہجری سے کوفہ میں حضرت حسنؓ کے زمانۂ خلافت کی ابتداء ہوگئی، لیکن چند ماہ بعد ہی ربیع الاول ۴۱ ہجری میں آپ نے کاتب وحی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کرلی اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور اپنے ساتھیوں کو بھی حکم دیا کہ وہ حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلیں اور ان کی اطاعت کریں۔ اس صلح سے مسلمانوں میں اٹھنے والا انتشار ختم ہوگیا اور تمام مسلمان ایک ہی امام (حضرت معاویہؓ) کے امر کے تحت جمع ہوگئے اور اسلامی اتحاد کی ایک مضبوط شکل قائم ہوگئی، اسی وجہ سے اس سال کا نام ''عام الجماعۃ'' (یعنی مسلمانوں کے ایک امام کے تحت جمع ہونے کا سال) مشہور ہوگیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ وہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کا ذریعہ اور وسیلہ بنے۔ ان کے اس اعزاز کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشین گوئی فرماچکے تھے، وہ اس طرح کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تقریر فرمارہے تھے اتنے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سامنے سے آئے، آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا:

’’ابنی ھذا سید ولعل اللّٰہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین‘‘

ترجمہ: ’’میرا یہ بیٹا سردار ہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔‘‘

جب یہ صلح ہوگئی تو دونوں حضرات (حضرت حسن اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما) سواری پر بیٹھ کر کوفہ میں داخل ہوئے، پھر کوفہ اور بلکہ تمام اسلامی شہروں کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنبھالنا شروع فرمادیا تو حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کوفہ کی رہائش ترک کر کے مدینہ طیبہ روانہ ہوگئے (کیونکہ حضرت معاویہؓ کے نظام سنبھال لینے کے بعد اب یہ حضرات کوفہ میں رہنا اپنی ضرورت نہیں سمجھتے تھے، اس لئے اسے چھوڑ کر مدینۃ الرسول چل دیئے) اور پھر وہیں رہنا شروع فرمادیا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ تو پھر ساری زندگی وہیں مدینہ منورہ میں رہے اور وہیں انتقال فرمایا۔

وفات:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو آپ کو قیامِ مدینہ کے دوران کئی بار زہر دیا گیا لیکن جب آخری مرتبہ زہر دیا گیا تو طبیب نے کہا کہ اس زہر نے تو اندر سے انتڑیاں تک کاٹ دی ہیں۔ چنانچہ بار بار قضائے حاجت فرماتے تھے بلکہ نوبت یہاں تک آ پہنچی تھی کہ آپ کے نیچے ایک طشت رکھا جاتا اور دوسرا اٹھایا جاتا، چالیس دن اسی شدید تکلیف کی حالت میں گزرے، آپؓ نے نہایت صبر و تحمل کے ساتھ بیماری کے یہ ایام گزارے۔ آخر میں جب طبیعت بہت زیادہ خراب ہوگئی اور انتقال کا وقت قریب محسوس ہونے لگا تو آپؓ کے چھوٹے بھائی حضرت امام حسینؓ تشریف لائے اور آپؓ کے سرہانے بیٹھ گئے اور پوچھا: ’’ای اخی! انبئنی من سقاک؟‘‘ ... بھائی جان! کس نے آپ کو زہر دیا ہے؟... آپ نے فرمایا: میرے انتقال پر تم اس کو قتل کرو گے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! فرمایا:

’’ما انا محدثک شیئاً، ان یکن صاحبی الذی اظن، فاللّٰہ اشد لقمۃ والا .فو اللّٰہ. لایقتل بی بری۔‘‘

ترجمہ: ’’میں کبھی اس کا نام نہیں بتاؤں گا کیونکہ زہر دینے والا اگر واقعی وہی شخص ہے جس کے بارے میں میرا گمان ہے تو اللہ تعالیٰ زیادہ سخت انتقام لینے والے ہیں (وہ اس سے انتقام لے لیں گے) اور اگر کوئی اور شخص ہے تو واللہ! میں نہیں چاہتا کہ کوئی بے قصور شخص میری وجہ سے قتل کیا جائے۔‘‘

اور آپؓ نام بتائے بغیر اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے، جب آپ کے انتقال کا وقت نزدیک آیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ مجھے باہر صحن میں لے چلو تاکہ میں آسمان میں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پر غور کروں (اور میرا ایمان مضبوط ہو)۔ یعنی آخر وقت تک آپؓ کا دل مبارک، اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ اور اس کی عظمت و قدرت میں گم تھا، زندگی میں آپ جو انگوٹھی پہنا کرتے تھے اس کا نقش بھی اس بات کا پتا دیتا ہے کہ آپ نے عمر بھر اللہ تعالیٰ کا دھیان دل و دماغ اور نظر و چشم سے ہٹنے نہیں دیا کہ انگوٹھی جو ہر وقت آنکھوں کے سامنے رہتی تھی اس پر آپ نے یہ الفاظ نقش کرا رکھے تھے: ’’اللّٰہ اکبر وبہ استعین‘‘ یعنی اللہ سب سے بڑا ہے اور میں اسی ذات سے ہی مدد طلب کرتا ہوں۔

بہر حال آپ کی موت چونکہ زہر کی وجہ سے واقع ہوئی اس لئے علماء کرام نے لکھا ہے کہ آپ شہید ہو کر فوت ہوئے ہیں۔

مشہور قول کے مطابق آپ کا انتقال (ربیع الاول) ۴۹ ہجری میں ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر ۴۶ سال تھی۔ بنو امیہ کے حضرت سعید بن العاص جو امیر مدینہ تھے، انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی (اور ان کو حضرت امام حسینؓ نے ہی جنازہ پڑھانے کی فرمائش کی تھی) اور آپ کو جنت البقیع میں اپنی والدہ حضرت فاطمہؓ کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔

آپ کے جنازہ میں لوگوں کا اتنا ہجوم تھا کہ اگر سوئی بھی پھینکی جاتی تو وہ زمین پر گرنے کے بجائے کسی آدمی کے سر پر گرتی۔

حضرت امام حسنؓ سے متعلقہ فضائل:

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا: ’’اللّٰھم انی احبہ فاحبہ، واحب من یحبہ۔‘‘ ... اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما اور جو اس سے محبت کرے اس سے بھی تو محبت فرما۔ آپ نے یہ فرمایا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے سینہ مبارک سے چمٹا لیا۔

(۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھا رکھا تھا اور فرمارہے تھے: اے اللہ! مجھے اس سے محبت ہے تو بھی اسے اپنا محبوب بنالے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کی گود میں بیٹھ کر آپ کی داڑھی مبارک میں انگلیاں ڈال رہے تھے اور آپؐ اپنی زبان ان کے منہ میں دیتے تھے اور فرماتے تھے: اے اللہ! میں

اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔

(۳) حضرت حسن رضی اللہ عنہ کبھی آتے اور آپ سجدے میں ہوتے تو وہ آپ کی پیٹھ پر سوار ہوجاتے، آپؐ اس وقت تک سجدے سے سر نہ اٹھاتے جب تک وہ خود نہ اتر جاتے، اسی طرح بعض دفعہ وہ آتے اور آپ رکوع میں ہوتے تو آپ ان کے لئے اپنی ٹانگوں کو پھیلا دیتے اور وہ ٹانگوں کے درمیان سے گزر کر دوسری طرف نکل جاتے۔

(۴) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ باہر لائے اور انہیں منبر پر (اپنے ساتھ) بٹھایا اور فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔ (اس کی وضاحت عنقریب ہی گزر چکی ہے)۔

(۵) حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نہیں تھا۔ (چنانچہ آپ حسین وجمیل اور نہایت خوبصورت تھے)۔

(۶) آپ سر سے لے کر سینہ مبارک تک (یعنی اوپر والے نصف حصہ بدن میں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور باقی بدن میں یعنی سینہ سے لے کر پاؤں تک اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ تھے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مشابہت اس کے برعکس تھی یعنی وہ اوپر والے حصہ بدن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اور نیچے والے بدن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے، جیسا کہ آئندہ آرہا ہے۔ اسی مناسبت سے آپ فرمایا کرتے تھے کہ ”حسن مجھ سے ہے اور حسین، علی سے ہے“ یعنی حسن میرے مشابہ ہے اور حسین علی کے مشابہ ہے۔

(۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے، اور پھر وہاں سے واپسی پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے اور (بہت ہی پیار والے انداز میں) حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا: ”أثم لکع؟ اثم لکع؟“ ... ادھر ننھا منا بچہ ہے؟ ادھر ننھا منا بچہ ہے؟ ... حضرت حسن رضی اللہ عنہ باہر نہیں نکلے، ہم یہ سمجھے کہ شاید ان کی والدہ نے ان کو نہلانے کے لئے یا بچوں والا کوئی ہار وغیرہ پہنانے کے لئے روک رکھا ہے، بس تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے باہر آئے اور آپؐ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ میں سے ہر ایک نے دوسرے کو گلے لگالیا اور آپ فرما رہے تھے: ”اللھم انی احبہ، فاحبہ واحبب من یحبہ“ ... اے اللہ! مجھے حسن سے محبت ہے تو بھی اسے اپنا محبوب بنالے اور جو اس سے محبت کرے اسے بھی اپنا محبوب بنالے ... ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو گلے بھی لگایا اور ان کا بوسہ بھی لیا۔

(۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھا رکھا تھا، کسی آدمی نے کہا: اے لڑکے! کتنی اچھی سواری پر تو سوار ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ”ونعم الراکب ھو“ ... اور سوار بھی تو کتنا اچھا ہے ...

(۹) عمیر بن اسحاق کہتے ہیں: میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ کہیں جارہا تھا، راستے میں ہمیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ملے، انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے بدن پر جہاں بوسہ لیتے ہوئے دیکھا تھا، مجھے بھی اب وہ جگہ ذرا دکھلاؤ تا کہ میں بھی اس کا بوسہ لوں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنا کرتا ہٹایا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی ناف کا بوسہ لیا۔

(۱۰) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی زبان، یا فرمایا: ہونٹ کو چوستے ہوئے دیکھا اور بلاشبہ جس زبان یا ہونٹوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چوسا ہوا ان کو کبھی عذاب نہیں ہوگا۔

(۱۱) آپ سلام اللہ ورضوانہ علیہ نے مدینہ منورہ سے بیس پیدل حج کئے۔ ایک روایت میں ہے کہ ۲۵ پیدل حج کئے۔ (اور اپنے پیدل حج کی وجہ سے یہ بیان کی کہ مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ میری اس سے ملاقات ہو اور میں اس کے گھر پیدل چل کر نہ گیا ہوں)۔

(۱۲) آپ بے مثل سخی تھے، بعض دفعہ آپ ایک ہی آدمی کو ایک لاکھ درہم دے دیتے تھے (جو اس وقت ۲ کروڑ ۱۰ لاکھ روپے کے مساوی ہیں)۔ ایک مرتبہ آپ نے انصار کے کچھ لوگوں سے چار لاکھ درہم کا باغ خریدا، بعد میں آپ کو پتا چلا کہ وہ لوگ غریب ہوگئے ہیں تو آپ نے وہ باغ ان کو مفت واپس کردیا اور زندگی بھر آپ نے کسی مانگنے والے کو ”نہ“ نہیں کی اور جس شخص کو بھی آپؐ سے کچھ تعلق تھا تو وہ آپ کو چھوڑ کر کسی اور کے سامنے اپنی حاجت بیان ہی نہیں کرتا تھا، حیران کن بات یہ ہے کہ دو مرتبہ آپ کی زندگی میں سخاوت کا یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ آپ کے پاس اس وقت جو کچھ تھا وہ سب کا سب آپ نے اٹھا کر دے دیا اور اپنے پاس کچھ بھی نہیں رکھا۔

(ماخوذ از گلدستۂ اہل بیتؓ)

حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ

تصنیفی خدمات

(آخری قسط)

قسطنطنیہ کا دوبارہ وسہ بارہ سفر:

۱۲۹۹ھ میں عثمان نوری پاشا دولتِ عثمانیہ کی طرف سے گورنر مقرر ہوئے، فوجی آدمی تھے بعض خودغرض اور فتنہ انگیز لوگوں کی سازش سے مدرسہ صولتیہ سے بدگمان ہوگئے اور اپنی کسی غلط فہمی سے مدرسہ کو اجنبی ملک کی ”تحریک“ سمجھ کر مخالفت پر کمر بستہ ہوگئے۔ معاملہ نے طول پکڑا اور بات دربارِ خلافت قسطنطنیہ تک جا پہنچی۔ سلطان نے مولانا کو طلب کیا اور آپ دوسری بار اپنے بھتیجے مولانا بدرالاسلام کی معیت میں قسطنطنیہ تشریف لے گئے۔ اس سفر کی روئیداد مولانا کی نوشتہ تحریر سے بجنسہٖ درج ذیل ہیں:

”۲۰ ربیع الاول ۱۳۰۱ھ ہفتہ کے دن مغرب کے وقت مکہ معظمہ سے جدہ کو روانہ ہوئے۔ آٹھویں کے آگبوٹ میں چلنے کی تجویز موقوف رہی، پھر بابور (جہاز) مصری میں ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ روزِ بدھ کو سوار ہوئے اور اس نے جمعرات کے روز صبح کے وقت لنگر اٹھایا۔ پیر کی رات کو ۵ بجے سویز پہنچے اور صبح کو جو پیر کا دن اور ۲۰ ربیع الثانی تھی بابور (جہاز) سے اترے اور محمد علی دیدی صاحب کے مکان پر اترے۔ وہاں سے منگل کے دن ۲۱ تاریخ اسکندریہ کو ریل پر گئے۔ تین بجے اسکندریہ پہنچے، سعد اللہ بے کے مکان پر اترے۔ ۲۹ تاریخ ربیع الثانی جمعرات کے دن تک وہاں رہے، پھر آٹھویں دن جو بدھ کا دن اور ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ تھی بابور مصری پر سوار ہوکے روانہ استنبول ہوئے۔ ازمیر سے جو ہفتہ کا دن اور

مرسلہ: جناب خالد محمود صاحب

تاریخ ۳ جمادی الاولیٰ کی تھی تار برقی جناب نسیم بے اور جناب شریف عبداللہ اور جناب خیرالدین پاشا کے نام عصر کے وقت روانہ کئے اور جمادی الاولیٰ کی پانچویں تاریخ پیر کے دن استنبول میں پہنچے، ادھر جہاز نے لنگر ڈالا۔ اسی وقت فی الفور مصطفیٰ وہبی لے یارو (اے ڈی سی) اور بین باشی حضرت سلطان کے جہاز پر چڑھے اور مل کے کہا کہ: ”حضرت سلطان نے بہت بہت سلام فرمایا ہے اور کشتی خاص اپنی بھیجی ہے، چلئے۔“ وہاں سے چل کر سرائے (محل) قصرِ شاہی سلطانی تک جو بنائے سلطان مرحوم عبدالمجید خان غازی کی ہے، آئے۔ وہاں کشتی سے اتر کر دو گھوڑوں کی بگی میں سوار ہوکے محل سرائے سلطانی میں آئے اور محل سرائے کے ایک کمرہ میں اترے، اس روز ملاقات کو جناب کمال پاشا اور جناب عثمان بے اور جناب علی بے اور جناب نسیم بے تینوں قرناء (مشیر) حضرت سلطان کے ہیں اور جناب سیّد احمد اسعد مدنی جو مصاحب حضرت سلطان ہیں، دن کو اور رات کو نصرت پاشا آئے اور اگلے دن منگل کو جناب عثمان پاشا غازی آئے اور بدھ کو ساتویں تاریخ جناب شیخ حمزہ ظافر اور جناب سیّد احمد اسعد مدنی اور جناب کمال پاشا آئے اور رات کو جناب علی بے قرناء درجہ دوم نے حضرت سلطان کی طرف سے مزاج پرسی کر کے کلمات عواطف شاہانہ پہنچائے۔ آٹھویں تاریخ جمعرات کے روز شیخ محمد ظافر صاحب تشریف لائے اور جمعہ کو جناب حسنی پاشا داماد سلطان عبدالمجید مرحوم اور جناب صفوت پاشا اور جناب اسماعیل حقی اور جناب سیّد فضل پاشا آئے اور اسی دن مغرب کے وقت خلعت سلطانی میرے اور بدرالاسلام (حضرت مولانا مرحوم کے بھتیجے) اور مولوی حضرت نور (صدر مدرس مدرسہ صولتیہ) کے لئے آیا اور ہفتہ کے دن دسویں تاریخ جناب درویش پاشا اور جناب شریف عبداللہ پاشا اور جناب سیّد احمد اسعد اور جناب اسحاق آفندی اور جناب ناظر اوقاف (وزیر اوقاف) تشریف لائے اور عصر کے وقت نشان (تمغہ) مجیدی درجہ چہارم کا حضرت سلطان کی طرف سے آیا اور بارہویں تاریخ اتوار کے دن رضا پاشا باش کاتب

(چیف سیکریٹری سلطان) مغرب کے بعد آئے اور بارہویں تاریخ پیر کے دن مغرب کے بعد بحکم سلطانی جناب شیخ الاسلام احمد اسعد عریانی زادہ کی ملاقات کو جانا ہوا، بہت تعظیم سے پیش آئے اور فرمایا کہ حضرت سلطان نے فرمان بھیجا ہے کہ اچھی تعظیم کی جائے کہ اب تک ایسا مہمان عزیز میرے پاس نہیں آیا ہے۔ سواس کے موافق مجھے ضروری ہے کہ تعظیم کروں اور ۱۳رتاریخ منگل کے دن ''سندر رؤوس'' محکمہ شیخ الاسلام سے حاصل ہوئی۔ ۱۵ر تاریخ جمعرات کے دن مکان علیحدہ میں آئے۔ عصر کے وقت ۱۷رتاریخ ہفتہ کے دن وہبی بے نے حضرت سلطان کی طرف سے حکم پہنچایا کہ: ''مرضی حضرت سلطانی یہ ہے کہ تم اپنے اہل و عیال کو بلوالو۔ موسم ربیع قریب آ پہنچا، اب عرصہ تک آب و ہوائے استنبول بہت اچھی رہے گی۔'' نرمی سے اس امر میں عذر کیا گیا۔ پیر کے دن دوسری تاریخ رجب ۱۳۰۱ھ حضرت سلطان کے جیب خاص سے پانچ ہزار قرش صاغ ماہوار مقرر ہوئے (تقریباً دو ہزار پانچ سو روپیہ ماہانہ) اور دس ہزار قرش صاغ (تقریباً پانچ ہزار روپیہ) عطا فرمائے۔ منگل کے دن کیسۂ مفتاح کعبہ اور ایک تسبیح عقیق البحر کی اور ایک تسبیح سنگ مقصود کی بھجوائی گئی اور فرمایا کہ اس کے شکریہ میں میں نے تم کو رتبہ ''پایۂ حرمین شریفین'' کا عطا کیا، اس کا لباس بھی پہنچے گا اور چھٹی تاریخ رجب جمعرات کے دن کو عصر کے بعد سرائے سلطانی (محل) کو جانا ہوا۔ مغرب کے بعد ملاقات ہوئی، غایت عنایت شاہانہ سے پیش آئے۔ مسجد سے اٹھ کے ایک دوقدم بڑھ کر ہاتھ میرا قوت سے اپنے ہاتھ میں پکڑ کے فرمایا کہ: ''کثرت شغل کے سبب اب تک میں نے ملاقات نہیں کی تھی اور تاخیر کا سبب اس کے سوا اور دوسرا امر نہیں'' پھر ہم بیٹھ گئے، جب میں اٹھا اور سامنے آیا (ترکی آداب شاہی کے مطابق) پھر دوبارہ کمال خوشی سے اٹھ کے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کے کہا کہ: ''تمہارا حال سننے کا میں مشتاق تھا، اسی لئے میں نے تم کو بلایا ہے اور فرصت میں میں اور ملاقات اچھی طرح کروں گا اور کچھ دیر تک باتیں کروں گا۔'' دونوں بار میں نے بھی دعا اور کلمات شکریہ مناسبہ کہے۔ ۱۱ر رجب ۱۳۰۱ھ کو مولوی حضرت نور روانہ مکہ معظمہ ہوئے اور ۱۲ر رجب المرجب روزِ پنجشنبہ کو فرمان سلطانی ''پایۂ حرمین شریفین'' کے عطا کی بابت حضرت سلطان نے بھجوایا اور ۱۴ر رجب روز شنبہ کو شیخ الاسلام کی ملاقات کو گیا۔ مثل اول کے تعظیم و محبت سے پیش آئے۔''

مولانا کا چند دن یہاں قیام رہا، سلطان سے متعدد بار ملاقاتیں رہیں جن میں مختلف چیزیں زیرِ گفتگو آئیں۔ سلطان نے مدرسہ صولتیہ کے لئے ماہانہ امداد مقرر کرنے کا خیال ظاہر کیا، مولانا نے شکریہ اور دعا کے ساتھ مستقل سرپرستی کرنے کا کہا۔ سلطان نے مولانا کے رفیق سفر اور بھتیجے مولانا بدرالاسلام صاحب کو ''کتب خانہ حمیدیہ'' کا ناظم مقرر کر دیا۔ یہ سلطان عبدالحمید خان کا شاہی دارالکتب ہے، یہ دنیا کے بڑے مکتبوں میں شمار ہوتا ہے، اس میں سلاطین آل عثمان کی تمام کتابوں کا گراں قدر ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔ واپسی پر الوداعی ملاقات کے لئے تشریف لائے تو سلطان نے اپنے ذاتی ہدیہ سے مرصع تلوار مولانا مرحوم کو دی اور کہا:

''ہتھیار ہر مجاہد فی سبیل اللہ کی زینت ہے''

مولانا مکہ معظمہ واپس تشریف لائے تو استقبال کرنے والوں میں حجاز کے گورنر ''عثمان نوری پاشا'' سب سے آگے تھے، وہی مولانا سے پہلے بغل گیر ہوئے اور اپنی غلطی کی معافی چاہی۔ سفر سے واپسی کے بعد بھی سلطان اور مختلف وزراء سے خط و کتابت جاری رہی۔ آخر عمر میں بڑھاپا اور ہجوم مشاغل سے آپ کو آنکھوں کی شکایت ہوگئی، موتیا بند کی وجہ سے لکھنے پڑھنے کے قابل نہ رہے، سلطان کو پتہ چلا تو آپ کو فوراً علاج کے لئے قسطنطنیہ طلب کیا۔ ۲ر رمضان المبارک ۱۳۰۴ھ کو مولانا پھر استنبول پہنچے۔ اس سفر کی روئیداد بھی مولانا نے اپنے قلم سے ڈائری میں لکھی ہے۔ مختصر یہ کہ سلطان نے بڑا اعزاز و اکرام کیا، پانچ ماہر ڈاکٹروں نے مولانا کی آنکھوں کا معائنہ کیا۔ آپ دو تین ماہ قسطنطنیہ میں رہے، سلطان کی خواہش تھی کہ حضرت مولانا مرحوم قسطنطنیہ میں ان کے پاس رہیں، ایک ملاقات میں سلطان نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تو مولانا نے فرمایا:

''اعزاء اور اقارب کو چھوڑ کر ترک وطن کرکے خدا کی پناہ میں اس کے دروازے پر آکر پڑا ہوں، وہی لاج رکھنے والا ہے، آخری وقت میں امیر المومنین کے دروازے پر مروں تو قیامت کے دن کیا منہ دکھاؤں گا۔''

سلطان کو بھی آپ کی از حد دلداری

مقصود تھی، اس لئے مرضی کے خلاف اصرار نہیں کیا اور آپ واپس مکہ معظمہ تشریف لے آئے۔

تصنیفات:

مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ نے برصغیر کی تینوں مشہور اسلامی زبانوں عربی، فارسی، اردو میں تصنیفات کا ذخیرہ چھوڑا ہے۔ اسلام کے اس داعی کا جذبہ تھا کہ حق کی اطلاع ہر شخص کو مل جائے خواہ وہ مسلمان ہو، عیسائی یا ہندو، چنانچہ انہوں نے پادری فنڈر کی کتاب ''میزان الحق'' کے رد میں تینوں زبانوں میں تین کتابیں لکھیں۔ ان کی عربی تصنیف ''اظہار الحق'' اور فارسی تصنیف ''ازالۃ الاوہام'' کا تذکرہ پچھلے صفحات میں آچکا ہے، اس کے علاوہ ان کی دیگر تصانیف درج ذیل ہیں:

ا:...اعجاز عیسوی:

یہ کتاب ۱۲۶۹ھ میں آگرہ میں لکھی گئی۔ پہلی بار آگرہ میں اور دوسری مرتبہ مطبع رضوی دہلی میں طبع ہوئی، اس کا دوسرا نام ''اعجاز مسیحی'' اور ''مصقلۃ التحریف'' بھی ہے۔ کتاب کا اسلوب قدیم اردو کا تھا، مولانا محمد تقی عثانی زید مجدہم نے اس کی تحریر جدید یعنی سہل اردو کر کے تحقیقی حواشی کے ساتھ مکمل کروادیا۔ ادارہ اسلامیات، انارکلی، لاہور نے متعدد بار اس کو چھاپا ہے۔ کتاب کا موضوع مسئلہ تحریف ہے۔ شارح ''اظہار الحق'' مولانا محمد تقی عثانی مدظلہ اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس میں انہوں نے تحریف بائبل پر سب سے زیادہ شرح و بسط کے ساتھ بحث کی ہے اور اس لحاظ سے اس کتاب کی کوئی نظیر عربی، فارسی یا اردو میں موجود نہیں ہے بلکہ انگریزی زبان کی کسی کتاب میں بھی اتنے استقصاء کے ساتھ بائبل کے تضادات، غلطیوں اور تحریفات کا بیان میری نظر سے نہیں گزرا۔''

عیسائی مذہب کی حقیقت، کتابوں کی اصلیت اور تحریف بائبل پر مدلل بحث کرنے کے بعد آخر میں ''اے عیسائی بھائیو، اے پیارو، اے عزیزو، اے عزیز عیسائیو!'' کہہ کر عیسائی دنیا سے بڑے دردمندانہ انداز میں خطاب کرتے ہیں:

''بھلا تم کس کے لئے ایسے دین اور ایسی کتب کے حامی بنے ہوئے ہو، کیوں نہیں تم نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر نجات حاصل کر لیتے ہو۔''

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''اے عزیزو! یہی وہ نبی ہے کہ تمہاری کتابوں میں اس قدر تحریفات کے باوجود اب تک اس کی بے شمار بشارتیں موجود ہیں اور مسلمانوں نے اپنی اکثر کتابوں میں ان کو درج بھی کردیا ہے اور وہ ایسی ہیں کہ ان بشارات کا مصداق سوائے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی قرار نہیں پاسکتا تم لوگ بھی اگر تعصب کو بالائے طاق رکھ کر ان کی طرف توجہ دو تو یقین ہے کہ پھر ایسے وساوس اور شکوک میں مبتلا نہ ہو۔''

آخر میں مولانا نے اختتامی کلمات کے ساتھ لوگوں کی ہدایت کے لئے دل کی گہرائیوں سے پُرخلوص دعا کی ہے، اس موثر مناجات کے چند ابتدائی جملے ملاحظہ ہوں:

اے رب العالمین! تو جو ساری چیزوں پر قادر ہے اور بنی آدم کے دلوں کو شیطان کے وساوس سے چھڑانے کی طاقت رکھتا ہے، اپنے فضل وکرم سے عیسائیوں کو جو سچے دل سے اپنی نجات کے خواہاں ہیں، راہِ راست پر لا اور ان کو جو تعصب کی راہ سے دین محمدی کے دشمن ہو رہے ہیں، تعصب سے چھڑا اور ان کو توفیق عنایت فرما کہ سچے دل سے تیری راہ تلاش کریں اور تیرے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر نجاتِ ابدی اور حیات سرمدی پائیں۔ اے خداوند متعال! ان کو توفیق دے کہ اس کتاب کو بلاتعصب اور بلا طرف داری دیکھیں اور ضلالت و گمراہی کے ورطہ سے نکل کر ساحل نجات پر پہنچیں۔

۲:...ازالۃ الشکوک:

یہ کتاب اردو میں ہے اور انتالیس سوالات کا جواب ہے، عیسائیوں نے کراچی میں ایک مسلمان کو مرتد کیا اور اس کے ہاتھوں یہ سوالات لکھوا کر بطور اشتہار شائع کرایا کہ مسلمان اس کا جواب دیں، حضرت مولانا مرحوم کتاب کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''بندۂ رحمت اللہ قصبہ کیرانہ کا رہنے والا بھائی مسلمانوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ ۱۲۶۸ھ بمطابق ۱۸۵۲ء میں ایک قطعہ ۲۳ سوال کا جو دہلی اور آگرہ وغیرہما میں مشتہر ہوا تھا، میری نظر سے گزرا اور پھر انہی سوالوں کو ایک ہندی رسالے کے آخر میں مندرج پایا اور معلوم ہوا کہ مسیحیوں کی علتِ غائی اشتہار سے یہ ہے کہ

کوئی ان کا جواب لکھے۔ اس پر میرے دل میں آیا کہ میں لکھوں، لیکن جب دیکھا کہ وہ سوال نئے نہیں بلکہ سائل نے انہیں قدیم سوالوں کو جو ''میزان الحق'' اور پادریوں کے رسالوں میں مندرج ہیں، نقل کرلیا ہے اور ان کے جواب بخوبی ادا ہوچکے ہیں تو یہ دیکھ کر ان کے علیحدہ جواب لکھنے کو فضول سمجھ کر چپ ہورہا، مگر ۱۲۶۹ھ میں دو امر باعث ہوئے کہ ان کا جواب لکھوں: ایک یہ کہ بعض عیسائیوں نے ان سوالوں میں اصلاح دے کے اور چھ سوال بڑھا کے ان کو جناب مستطاب مرزا محمد فخرالدین ولی عہد بہادر دام اجلالہ کی خدمت بابرکت میں بھیجا اور جناب مفخم الیہ نے مجھ سے درخواست کی کہ ان کا جواب لکھوں اور ان کا امر ماننا پڑا۔ دوسرا یہ کہ میں نے سنا کہ وہ پادری حضرات جو اس امر کی تنخواہیں پاتے ہیں اور اسی بات کی روٹی کھاتے ہیں کہ جاہلوں کو بہکاویں اور بھولے بھالوں کو پھسلادیں، شور وغل مچاتے ہیں کہ مسلمان لوگ جواب نہیں دے سکتے۔ پس ان دو امر کا لحاظ کرکے جواب کے لکھنے پر مستعد ہوا۔''

حضرت مولانا کے شاگرد شمس العلماء مولانا عبدالوہاب صاحبؒ نے اپنے اہتمام اور صرف سے مطبع مجیدیہ مدراس میں پہلی جلد چھپوائی تھی اور دوسری جلد مولانا کے نائب ابوالفضل ضیاء الدین محمد صاحب نے اپنی نگرانی میں طبع کرائی، ماہِ شعبان ۱۲۸۸ھ میں مولانا عبدالوہاب کی تصحیح کے ساتھ دونوں جلدیں طبع ہوئیں۔ ہمارے پاس جلد اول، مطبوعہ اور جلد دوم، مصورہ ہے جس سے ہم نے اپنے اس تحقیقی کام میں برابر استفادہ کیا ہے۔

۳:... احسن الاحادیث فی ابطال التثلیث:

اس کتاب کا موضوع خصوصیت کے ساتھ مسئلہ تثلیث ہے۔ عیسائی عقائد کے بنیادی پتھر فلسفہ تثلیث کو دلائل عقلیہ ونقلیہ سے باطل کیا گیا ہے۔ ۱۲۷۱ھ میں تصنیف ہوئی اور مطبع رضوی دہلی میں ۱۲۹۲ھ میں چھپی۔ مولانا کے اکثر سوانح نگاروں نے اس کتاب کا نام ''احسان الاحادیث فی ابطال التثلیث'' ذکر کیا ہے، تاہم ہمارے پاس موجود نسخہ پر اس کا نام ''اصح الاحادیث فی ابطال التثلیث'' درج ہے۔ فخر المطابع سے حافظ عبداللہ کے زیر نگرانی طبع ہوئی، سن طباعت درج نہیں ہے، ایسا لگتا ہے کہ عنوان کا فرق طابع کے تصرف سے ہوگیا ہے۔ کتاب اپنے موضوع پر بڑی مکمل ہے، شروع میں خطبہ افتتاحیہ کے سہل شدہ جملے ملاحظہ فرمائیں جو براعتِ استہلال کے نفیس استعارات پر مشتمل ہیں۔

یہ کتاب دراصل ''ازالۃ الشکوک'' کا مقدمہ ہے جو ۷۰ صفحات پر پھیل جانے کی وجہ سے الگ مطبوع ہوا۔ بندۂ ناچیز نے اس کی تسہیل وتشریح، تحقیق وتعلیق کی ہے جو دو سو صفحات سے متجاوز ہوگئی ہے۔ شروع میں ایک تعارفی مقدمہ بھی ہے۔ ادارہ اسلامیات (کراچی، لاہور) نے اس کو بڑی آب وتاب کے ساتھ چھاپ دیا ہے۔

۴:... بروقِ لامعہ:

اس کتاب کا موضوع ختم نبوت محمدی ہے، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا مدلل اثبات کیا گیا ہے، مگر زیورِ طبع سے آراستہ نہ ہوسکی۔

۵:... معدل اعوجاج المیزان:

یہ کتاب پادری فنڈر کی ''میزان الحق'' کا بالاستقلال جواب ہے۔ پادری صفدر علی نے مسیحی رسالہ ''نور افشاں'' جلد ۱۲ شمارہ نمبر ۳۰ مطبوعہ ۲۴ جولائی ۱۸۸۴ء میں اس کتاب کا ذکر کیا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ کتاب کا کوئی قلمی نسخہ ان کے پاس ہے۔

۶:... تقلیب المطاعن:

یہ کتاب ''تحقیقِ دین حق'' مؤلفہ پادری لاسمنڈ کا رد اور جواب ہے۔

۷:... معیار التحقیق:

پادری صفدر علی نے ایک کتاب ''تحقیق الایمان'' کے نام سے لکھی، یہ اُسی کا مدلل اور مفصل جواب ہے۔

ہماری معلومات کے مطابق آخرالذکر چاروں کتابیں مفقود اور ناپید ہیں۔ بعض تو طباعت سے پہلے ضائع ہوگئیں۔ بعض حضرات نے ''البحث الشریف فی اثبات النسخ والتحریف'' کو بھی مولانا مرحوم کی تصنیفات میں شمار کیا ہے، لیکن یہ ان کی تالیف نہیں بلکہ مولانا کا پادری فنڈر سے جو نسخ وتحریف کے موضوع تک مناظرہ چل سکا اس کی روئیداد ہے جسے وزیر الدین بن شرف الدین صاحب نے فارسی میں مرتب کیا ہے۔ اس کے دوسرے حصے میں ڈاکٹر محمد وزیر خان صاحب مرحوم اور پادری فنڈر کا تحریری مناظرہ اردو میں ہے، جسے محمود جان صاحب نے مرتب کیا ہے۔ حافظ عبداللہ

کے زیر اہتمام فخر المطابع شاہ جہاں سے ۱۲۷۰ھ میں طبع ہوئی۔ کتاب کا ایک نسخہ مصورہ ہمارے سامنے ہے، جس سے ہم نے کہیں کہیں فائدہ اٹھایا ہے۔

وفات حسرتِ آیات:

اسلام کے اس عظیم وکیل، مسلمانوں کی ہر دینی اور علمی ممکن خدمت انجام دینے والے داعی اور ہندوستان کو مغربی اقتدار سے آزاد کرانے کے لئے تلوار لے کر نکلنے والے مجاہد نے پچھتر برس کی عمر میں جمعۃ المبارک کے روز ۲۲ر رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ یکم مئی ۱۸۹۱ء میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ حرم محترم کی مقدس سرزمین میں مکہ معظمہ کے تاریخی قبرستان ''جنت المعلیٰ'' میں سیدۂ کائنات حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پڑوس میں مدفون ہوئے۔

''رحمۃ اللّٰہ علی رحمت اللّٰہ رحمۃً واسعۃً لاتغادر ذنباً۔''

جہاں آپ کا مرقد مبارک ہے، اس چھوٹے سے احاطے میں اور بھی پانچ قبریں ہیں، جن میں سیدالطائفہ حضرت امداداللہ مہاجر مکیؒ اور مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ صاحب شیخ الدلائل مصنف ''اکلیل شرح مدارک التنزیل'' خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔

(ازالۃ الاوہام، ج:۱،ص:۴۵تا۷۱)

آخر میں میرے قارئین کے لئے یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ نہ صرف ردِعیسائیت کے محاذ کے مجاہد تھے بلکہ آپ نے مولانا غلام دستگیر قصوریؒ کے استفتاء کے جواب میں ۱۳۰۲ھ میں مرزا قادیانی کو مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دے کر اس فتویٰ کی تصدیق علمائے حرمین سے بھی کرائی اور قادیانیت کے کفر کو بھی دنیا کے سامنے آشکار کیا۔ وما توفیقی الا باللّٰہ۔

☆☆..................☆☆

۳۰ر نومبر ۲۰۱۹ء کو قصور پورہ میں ختم نبوت کانفرنس ہوگی

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یونٹ راوی روڈ کا اجلاس مقامی امیر حکیم ارشاد حسین کی صدارت میں منعقد ہوا، اجلاس میں مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، قائد راوی روڈ محمد حامد بلوچ، ملک محمد یونس، عبدالولی، قاری محمد معاویہ، محمد مسلم بلوچ، محمد نعمان ملک، رانا محمد قیصر، کاشان مرزا، محمد وقاص بلوچ، محمد ذوالفقار سمیت عہدیدان اور کارکنان نے شرکت کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عبدالنعیم نے کہا کہ ملک عزیز پاکستان میں ختم نبوت وناموس رسالت کے خلاف جاری سازشوں، اور فتنہ قادیانیت کی اسلام اور پاکستان کے خلاف مکروہ عزائم کو ناکام بنانے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی قیادت نے فیصلہ کیا کہ ملک عزیز پاکستان کے مرکزی شہروں کے تاریخی واہم مقامات میں فقیدالمثال ختم نبوت کانفرنسز منعقد کی جائیں، اسی سلسلہ میں ۳۰ر نومبر کو قصور پورہ راوی روڈ لاہور میں سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ کانفرنس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے امیر شیخ الحدیث ولی کامل مولانا مفتی محمد حسن کی صدارت اور مجلس لاہور کے سرپرست مولانا مفتی نعیم الدین کی سرپرستی میں منعقد ہوگی، جبکہ کانفرنس میں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، علامہ ابتسام الٰہی ظہیر، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالنعیم، مولانا علیم الدین شاکر، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا عبدالشکور حقانی، پیر رضوان نفیس، مولانا محمد قاسم گجر، قاری مومن شاہ، مولانا عبدالعزیز سمیت جید علماء شرکت وخطاب کریں گے۔ کانفرنس کی تیاری شروع کردی گئی ہے۔ اجلاس میں شرکاء نے تجدید عہد کرتے ہوئے کہا کہ قانون تحفظ ناموس رسالت اور ختم نبوت کا ہرصورت دفاع کریں گے۔ قادیانی پاکستان کے خلاف عالمی سطح پر جو سازشیں کررہے ہیں، اس کا نوٹس لیا جائے۔ حکومت پاکستان نوجوان نسل کے ایمان کو بچانے کے لئے ملک کے تمام تعلیمی اداروں کے داخلہ فارم میں ختم نبوت کا حلف نامہ درج کرے۔ ختم نبوت وناموس رسالت کی حفاظت کے لئے امت مسلمہ کا واحد پلیٹ فارم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہے اور مجلس تحفظ ختم نبوت نے ہمیشہ اس پلیٹ فارم پر تمام مسلمانوں کو اکٹھا کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اب نجات اخروی کا دارومدار صرف اور صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہے۔ اجرائے نبوت کا دعویٰ باطل ہے۔ منکرین ختم نبوت اسلامی عقائد ونظریات پر تاویلات وتحریفات کے تیشے چلانے سے باز رہیں۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

تبلیغی و دعوتی اسفار

گزشتہ سے پیوستہ:

جامعہ اشرفیہ اوکاڑہ میں ختم نبوت کانفرنس: جامعہ اشرفیہ کی بنیاد محلّہ رحمٰن پورہ میں ہمارے بہت ہی اچھے دوست مولانا عبدالاحدؒ نے ۱۹۷۸ء میں رکھی۔ موصوف شاہ جمال مظفر گڑھ کی بلوچ فیملی سے تعلق رکھتے تھے۔ جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں ایک عرصہ تک زیر تعلیم رہے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ، مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی اور مولانا مختار احمدؒ سے علوم اسلامیہ کی تعلیم حاصل کی۔ دورۂ حدیث شریف اور اس سے قبل کچھ عرصہ دارالعلوم کبیروالا میں شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، مولانا مفتی علی محمدؒ، مولانا منظور الحق، مولانا ظہور الحقؒ سے ۱۹۷۳ء، ۱۹۷۴ء میں احادیث نبویہ پڑھیں، دارالعلوم عیدگاہ کبیروالا کے موجودہ مہتمم مولانا ارشاد احمد مدظلہ ان کے دوران تعلیم کے ساتھیوں میں سے ہیں۔

موصوف ہنس مکھ طبیعت کے مالک تھے۔ راقم جب لاہور میں مبلغ کے فرائض سرانجام دے رہا تھا ان دنوں ان کے ہاں حاضری ہوتی رہتی۔ انہوں نے تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء اور تحریک نظام مصطفیٰ ۱۹۷۷ء میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ تحریک ختم نبوت سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ ۱۲؍مارچ ۲۰۱۲ء کو انتقال فرمایا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بڑے فرزند ارجمند مولانا قاری عبدالقدیر سلمہ، ان کے جانشین اور مدرسہ کے مہتمم مقرر ہوئے۔ ان کی نگرانی اور قاری محمد الیاس امیر مجلس اوکاڑہ کی صدارت میں ۱۸؍ستمبر کو جامعہ اشرفیہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ تلاوت و نعت کے بعد محمد اسماعیل شجاع آبادی اور فیصل آباد کے خوش الحان خطیب مولانا قاری شبیر احمد عثمانی کے بیانات ہوئے، جبکہ مولانا محمد یاسین نائب نے شاعر ختم نبوت جناب سیّد امین گیلانیؒ کی نظم ”جسم میں جب تک جان رہے، یہ تیرا ایمان رہے، سدا رہے یہ تجھ کو یاد، ختم نبوت زندہ باد“ پیش کی۔

مولانا عبدالرؤف چشتی، مولانا قاری غلام محمود انور، حاجی خالد محمود اور دیگر علماء کرام نے خصوصی شرکت کی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا عبدالرزاق مجاہد نے سرانجام دیئے۔

حجرہ شاہ مقیم میں علماء کنونشن: جامع مسجد خاتم الرسل مدرسہ اشرفیہ حجرہ شاہ مقیم میں مولانا محمد مستقیم کی صدارت میں ۱۹؍ستمبر کو ظہر کی نماز سے قبل علماء کنونشن منعقد ہوا، جس میں دو درجن سے زائد علماء کرام اور دسیوں جماعتی رفقاء نے شرکت کی۔ مولانا عبدالرزاق مجاہد اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ کنونشن کے اغراض و مقاصد ”موجودہ حالات میں علماء کرام کی ذمہ داریاں“ تھے۔ علماء کرام کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور موجودہ حکومت کی قادیانیت نوازی اور ناموس رسالت دشمنی سے آگاہ کیا اور اس کے انسداد کے لئے ۲۱؍ستمبر کو لاہور میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ علماء کرام سے درخواست کی گئی کہ ۲۰؍ستمبر کے جمعہ کا خطبہ بھی اسی عنوان پر دیا جائے اور شہدائے ختم نبوت اور شہداء دفاع پاکستان ۱۹۶۵ء کو خراج تحسین پیش کیا۔ یہ پروگرام ۱۱ بجے سے نماز ظہر تک جاری رہا۔ ادارہ کے بانی مولانا محمد مستقیم مہتمم اور مولانا محمد راشد نائب مہتمم ہیں۔

اول الذکر، شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی محمد سرورؒ کے مسترشدین و مریدین میں سے ہیں۔ ادارہ کی بنیاد ۶؍ستمبر ۲۰۱۴ء کو رکھی گئی۔ حضرت صوفی صاحبؒ کمزوری، ضعف و عوارض کی وجہ سے تشریف نہ لاسکتے تھے تو مہتمم ادارہ نے حضرت صوفی صاحبؒ سے اینٹ پڑھوا کر سنگ بنیاد رکھا۔ اللہ پاک ادارہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائیں۔ آمین۔

جامعہ اشرفیہ حویلی لکھا میں ختم نبوت کورس: جامعہ اشرفیہ حویلی لکھا کے بانی مولانا مفتی وارث علی فاضل جامعہ امدادیہ فیصل آباد اور متخصص فی الافتاء جامعہ امدادیہ سے ہیں۔ متحرک اور فعال عالم دین ہیں۔ حویلی لکھا میں دینی تحریکوں بالخصوص ختم نبوت کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ انہوں نے اپنے مدرسہ کی جامع مسجد جہاں وہ خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرماتے ہیں، ۱۸، ۱۹؍ستمبر کو ختم نبوت کورس

رکھا۔ پہلے روز انہوں نے خود ختم نبوت پر لیکچر دیا جبکہ دوسرے روز مولانا عبدالرزاق مجاہد نے رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام اور راقم نے اوصاف نبوت پر سبق پڑھایا۔

خطبۂ جمعہ: ۲۰ر ستمبر جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے جامع مسجد بلقیسہ حویلی لکھا میں دیا۔ مسجد بلقیسہ، حویلی لکھا میں اہلِ حق کی پہلی مسجد ہے۔ حضرت مولانا سیّد مسعود الرحمٰن شاہ بخاریؒ اس کے خطیب رہے۔ موصوف ۱۹۶۴ء میں یہاں تشریف لائے، اس وقت مسجد کچی اور چھوٹی تھی اور آمدنی کے اسباب و وسائل بھی نہ تھے۔ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے ان کی یہاں تشکیل کی اور ایک عرصہ تک وظیفہ بھجواتے رہے۔ تا آنکہ جب شاہ صاحبؒ کے قدم مضبوط ہوگئے اور مسجد کی آمدنی کے ذرائع بھی شروع ہوگئے تو شاہ صاحب کی استدعا پر مولانا جالندھریؒ نے وظیفہ ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے بند کردیا۔

آنجناب نے ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی ختم نبوت کی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اسے ہی ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں بھی ڈٹ کر اہلِ حق کی نمائندگی اور قیادت کی۔ راقم الحروف نے بھی کئی مرتبہ شاہ صاحبؒ کی موجودگی میں جمعۃ المبارک کا خطبہ اور درس دینے کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے نصف صدی سے زائد عرصہ مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ ۳۱ر دسمبر ۲۰۱۶ء کو انتقال فرمایا۔ موصوف مولانا سیّد انور علی شاہ مدظلہ دیپال پور اوکاڑہ کے چچا تھے۔

ان کی وفات کے بعد جامعہ امدادیہ فیصل آباد کے فاضل مولانا مفتی ساجد نواز خطابت و امامت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کی استدعا پر ضلعی مبلغ مولانا عبدالرزاق مجاہد سلمہ نے راقم کی خطبہ جمعہ کے لئے بلقیسہ مسجد کی تشکیل کی اور راقم نے ۲۰ر ستمبر کا جمعۃ المبارک کا خطبہ مسجد بلقیسہ میں دیا اور عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان کیا۔

ختم نبوت کانفرنس قصور: اسی روز مغرب سے عشاء تک قصور کی جامع مسجد کمبوہان میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ تلاوت ونعت کے بعد تبلیغی مرکز قصور کے خطیب مولانا نور عباس اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ مسجد ہذا کے خطیب معروف قانون دان قاری محمد حنیف ظفر ایڈووکیٹ ہیں اور کمیٹی کے صدر جناب حاجی سراج دین اور امامت کے فرائض مولانا قاری محمد سلیم انجام دیتے ہیں۔ رات کا قیام جامعہ رحیمیہ ترتیل القرآن میں رہا، جس کے مہتمم ہمارے امیر قاری مشتاق احمد رحیمی ہیں۔

ختم نبوت کانفرنس، لاہور:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ ۱۴ر جولائی ۲۰۱۹ء میں فیصلہ کیا گیا کہ حکومت کی قادیانیت نوازی اور ناموس رسالت دشمنی کے خلاف اسٹریٹ پاور کو متحرک کرنے کے لئے چاروں صوبائی صدر مقامات پر بالخصوص اور ڈویژنل مقامات پر بالعموم بڑی بڑی کانفرنسیں منعقد کی جائیں۔ چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کی ایک رابطہ کمیٹی تشکیل دی گئی، جس کے ممبران درج ذیل ہوں گے:

قاری جمیل الرحمٰن اختر باغبانپورہ، میاں محمد رضوان نفیس، مولانا عبدالشکور حقانی، مولانا عزیزالرحمٰن ثانی، مولانا خالد محمود، مولانا عبدالنعیم، مولانا قاری علیم الدین شاکر، قاری عبدالعزیز۔ رابطہ کمیٹی نے شب و روز محنت کر کے علاقائی سطح پر رابطہ کمیٹیاں تشکیل دیں۔

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے تقریباً بیس دن لاہور اور مضافات میں اجتماعات سے خطاب کیا۔

محمد اسماعیل شجاع آبادی نے چار پانچ دن مسلسل پانچ چھ اجتماعات سے خطاب کیا۔

مولانا قاری علیم الدین شاکر اچھرہ کی سب سے بڑی مسجد (جامع مسجد مولانا احمد علی لاہوریؒ) کے خطیب ہیں۔ تاجر برادری ان کے خطبات جمعہ میں شرکت کرتی ہے۔ انہوں نے اپنا اثر ورسوخ استعمال کرتے ہوئے تاجروں سے ملاقاتیں رکھیں۔ نیز موصوف نے انجینئرز سے بھی ملاقات کا ایک پروگرام رکھا۔

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے لاہور بار ایسوسی ایشن سے خطاب کے دوران کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ نیز انہوں نے فرمایا کہ ختم نبوت قوانین اور ناموس رسالت ایکٹ کی حفاظت قانون دانوں کے ذمہ فرض ہے۔

خانقاہ عالیہ تونسہ شریف کے چشم چراغ صاحبزادہ خواجہ مدثر محمود نے خصوصی شرکت فرمائی اور جاندار خطاب بھی کیا۔

قریبی اضلاع شیخوپورہ، قصور، اوکاڑہ، فیصل آباد، گوجرانوالہ، حافظ آباد، سیالکوٹ کے مبلغین مولانا محمد خالد عابد، مولانا عبدالرزاق مجاہد، مولانا عبدالرشید غازی، مولانا محمد عارف شامی، مولانا

فقیراللہ اختر سمیت کئی ایک مبلغین نے شب وروز محنت کی۔کانفرنس ہال جوکئی ایک ایکڑوں پر مشتمل تھا،تنگی داماں کی شکایت کررہا تھا۔

کانفرنس کے وسیع وعریض اسٹیج کو وسیع و عریض پینافلیکس سے سجایا گیا۔کانفرنس کا آغاز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور کے امیر قاری مشتاق احمد رحیمی کی تلاوت سے ہوا۔ہدیہ نعت ناصر میلسوی، مولانا شاہد عمران عارفی ساہیوال اور مولانا محمد قاسم گجرلاہور نے پیش کیا۔

کانفرنس کی دو نشستیں ہوئیں، ایک کی صدارت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نائب امیر مرکزیہ نے کی۔ دوسری نشست کی نائب امیر مرکزیہ مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی دامت برکاتہم نے کی۔ پہلی نشست سے مبلغ لاہور مولانا عبدالنعیم، مولانا خالد عابد مبلغ شیخوپورہ، مولوی مہتاب احمد متعلم جامعہ ختم نبوت چناب نگر، مولانا عبدالعزیز ناظم تبلیغ مجلس لاہور، جناب کلیم احمد صدر انجمن تاجراں حفیظ سینٹر گلبرگ لاہور، مولانا مفتی عزیز الرحمٰن مسؤل وفاق المدارس العربیہ لاہور، مولانا نورمحمد امیر مجلس سرگودھا، محمد اسماعیل شجاع آبادی، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ مرکزی راہنما جماعت اسلامی پاکستان، قاری علیم الدین شاکر ناظم اعلیٰ مجلس لاہور نے خطاب کیا۔

دوسری نشست سے جمعیت اہلحدیث کے راہنما مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری ساہیوال، مولانا محمد الیاس گھمن امیر عالمی اتحاد اہلسنت پاکستان سرگودھا، جماعت اسلامی کے مرکزی نائب امیر جناب لیاقت بلوچ، خواجہ مدثر محمود تونسہ شریف، مولانا اللہ وسایا، مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی، مولانا اویس نورانی مرکزی راہنما جمعیت علماء پاکستان، سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری ناظم اعلیٰ جمعیت علماء اسلام پاکستان نے خطاب کیا۔

مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کی تشریف آوری پر مجمع نے کھڑے ہوکر نعروں کی گونج میں ان کا استقبال کیا۔ کانفرنس میں سیاسی، سماجی، کاروباری انجمنوں کے زعماء، علماء کرام، مشائخ عظام نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی۔

مقررین نے تجدید عہد کا اعلان کیا کہ ناموس رسالت اور ختم نبوت کے قوانین کی بہرصورت حفاظت کی جائے گی، چاہے ہمیں ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی طرح ہزاروں جانوں کی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ موجودہ سلیکٹڈ حکمرانوں کے آنے سے قادیانی نیٹ ورک متحرک ہوچکا ہے اورانہیں توقع ہے کہ مذکورہ بالاقوانین کا خاتمہ ہوجائے گا، لیکن یہ ان کی بھول ہے۔ مسلمانانِ پاکستان جانوں کا نذرانہ پیش کرکے ان قوانین کی حفاظت کریں گے۔ عمران خان نے برسراقتدار آتے ہی ایک متعصب اور جنونی قادیانی کو ایڈوائزری کونسل کا ممبر متعین کیا۔ مسلمانانِ پاکستان کے احتجاج پر یوٹرن لیتے ہوئے اسے کونسل سے الگ کردیا۔ الگ کیا کیا کہ کونسل کا وجود ہی نہ رہا، گویا یہ کونسل قادیانیوں کے لئے بنائی گئی تھی۔ کرتار پورکوریڈور قادیانیوں کو قادیان تک رسائی کے لئے کھولا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ گستاخ رسول آسیہ ملعونہ کو مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے رہا کیا گیا۔ اس کا اعتراف سلیکٹڈ وزیراعظم امریکا میں کرچکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دین اسلام کو لاوارث نہ سمجھا جائے، ہم اس کی چوکیداری کریں گے۔

جمعیت علماء اسلام کے ناظم اعلیٰ مولانا عبدالغفور حیدری نے کہا کہ ہم پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے اندر اور باہر ختم نبوت اور ناموس رسالت کی پاسبانی کریں گے۔

جمعیت علماء پاکستان کے راہنما مولانا اویس نورانی نے کہا کہ ہمیں مذہبی کارڈ استعمال کرنے کا طعنہ دیا جاتا ہے۔ پاکستان دین اسلام کے لئے معرض وجود میں آیا تھا، اگر تحریک پاکستان میں ’’پاکستان کا مطلب کیا؟ لاالٰہ الااللہ‘‘ کا نعرہ نہ لگایا جاتا تو پاکستان معرض وجود میں نہ آتا۔ ہم پاکستان کی مذہبی شناخت کی حفاظت کے لئے مولانا فضل الرحمٰن کے دست وبازو ہیں۔

جماعت اسلامی پاکستان کے مرکزی نائب امیر جناب لیاقت بلوچ نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جمعیت اہل حدیث کے راہنما مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

کانفرنس رات ایک بجے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت اقدس مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم کی دعا سے اختتام پذیر ہوئی۔

کانفرنس کی رابطہ کمیٹیوں کے ممبران بالخصوص مرکزی رابطہ کمیٹی لائق تبریک ہے کہ ان کی شبانہ روز محنت سے اتنی بڑی اور بامقصد کانفرنس منعقد ہوسکی۔ ☆☆

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ!

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا تحریری بیان

قسط:۱۷

مرزا محمود نے اپنی پشت پر سرکاری ذرائع کی فراوانی دیکھ کر انگریزی اقتدار کے تاقیامت رہنے اور اپنے کو ہر طرح محفوظ اور دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتے رہنے والا سمجھ کر یہاں تک زور مارا کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے تمام دین کو مانتا ہے۔ عقائد منقولہ، اخلاق فاضلہ، اعمال صالحہ سے آراستہ ہے۔ دین کے لئے سرفروشانہ جدوجہد کرتا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کو نہیں مانتا بلکہ اس بے چارے نے مرزا قادیانی کا نام تک نہیں سنا۔ پھر بھی وہ کافر ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اب نجات کا دارومدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دین کو مان لینے پر نہیں رہا بلکہ مرزا قادیانی اور اس کی تعلیمات پر منحصر ہے اور اس عقیدہ میں اتنا غلو کہ سر ظفر اللہ خان موقع پر موجود ہوتے ہوئے قائداعظم کا جنازہ تک نہیں پڑھتے اور جب ایبٹ آباد میں ان سے اسی سلسلہ میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ پوری بے باکی سے کہتا ہے کہ میں کافر حکومت کا مسلمان ملازم ہوں۔

پاکستان بننے کے بعد:

پاکستان بننے سے پہلے تو چونکہ مرزائی انگریزی اقتدار کے تاقیامت رہنے کا تصور کئے ہوئے تھے اور انگریز کی امداد سے مسلمانوں کو بزدل کرنے اور جذبہ جہاد ان کے دلوں سے نکالنے کا یقین رکھتے تھے اور انگریز کے اقتدار کو اپنا اقتدار اور مرزا قادیانی کو سرکار برطانیہ کے لئے تعویذ سمجھے ہوئے تھے۔ اس لئے حکومت پر قبضہ کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ بس انگریز کے سایہ میں تمام انگریزی مقبوضات میں اپنے مذہب کی اشاعت اور انگریز ہی کی مدد سے انگریزی اقتدار کے اندر عہدوں اور اعزازات کی کوشش کافی سمجھی جارہی تھی۔ لیکن خلاف توقع جب انگریزی اقتدار کا زوال نظروں کے سامنے آیا تو مرزائی حلقوں سے ایسی ایسی باتیں کہنی اور کرنی شروع ہوئیں جیسے کہ دماغی توازن قائم نہ رہنے کی شکل میں ہوتا ہے۔ مثلاً کبھی احرار اور لیگ کی رقابت دیکھ کر لیگ کے اندر گھس کر اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔ کبھی جواہر لال کا استقبال کرنے لگے۔ کبھی اکھنڈ بھارت کی رویا (وحی) نازل ہونے لگی۔ کبھی جاتے ہوئے انگریز سے غلط امید کی بنیاد پر اپنی انفرادیت اور مستقل یونٹ جتانے کے لئے باؤنڈری کمیشن کے سامنے بے ضرورت اور بلادعوت جا حاضر ہونا (کہ شاید کوئی علیحدہ گھر بچاؤ کے لئے انگریز دے جائے) حالانکہ انگریز صرف اور صرف اپنا مفاد چاہا کرتا ہے۔ چاہے کہیں سے اور کسی سے حاصل ہو اور اگر کسی پھل میں رس نہ رہے تو خالی گٹھلی کو تھوک دیا کرتا ہے۔

بہرحال! پاکستان بننے کے بعد مرزائیوں کو اپنے کرتوتوں، فتوؤں اور اینٹی اسلام حرکتوں کا تصور اور دوسری طرف علمائے اسلام کی قوت بیداری، عمل اور پاکستان میں اسلامی آئین اور اس کے نتائج کا خیال پریشان کر رہا تھا اور اپنے سرکاری مذہب اور اپنی کافرانہ مساعی کا ردعمل ان کے لئے سوہان روح تھا۔ اس لئے ان کے سامنے تین ہی راستے تھے۔ پہلا راستہ یہ تھا کہ کسی طرح ان کو علیحدہ ریاست مل جائے جس کو وہ بطور قلعہ استعمال کرسکیں جس کے لئے ایک حرکت مذبوحی باؤنڈری کمیشن کے سامنے اپنے مستقل اور علیحدہ یونٹ ہونے پر بلا ضرورت زور دینا تھا۔ دوسرا راستہ یہ تھا کہ وہ بھارتی حکومت کو خوش رکھیں اور اس کے ساتھ سازباز ہوتا کہ ضرورت پیش

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون:32545573

آنے پر وہاں منتقل ہوسکیں جہاں ان کو اولی الامر قرار دے کر عام مسلمانوں میں اشاعت مرزائیت کے سلسلہ میں سرپھٹول پیدا کر کے حکومت کی مستقل ہمدردی حاصل کی جائے اور ہندو حکومت کو عام مسلمانوں سے خاص دلچسپی نہ ہونے کے باعث ہمیں کوئی خطرہ نہیں بلکہ سکھ ہوگا۔اس دوسرے راستہ کو ہموار کرنے کے لئے کہا جاسکتا ہے کہ باؤنڈری کمیشن میں اپنے کو عام مسلمانوں سے بالکل علیحدہ ظاہر کر کے ضلع گورداسپور کی مسلم اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کرتے ہوئے انہوں نے باؤنڈری کمیشن کے ہاتھ اس فیصلے کے لئے مضبوط کرنے کی کوشش کی کہ یہ علاقہ ہندوستان میں شامل ہو۔

اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ قادیان میں قادیانیوں کا رکھنا ننکانہ کے سکھوں کا بدلہ بھی اسی خیال پر مبنی ہے جب کہ وہ قادیانی دہلی آتے جاتے اور ادھر اپنے خلیفہ سے امتی اور پیغمبرزادگی کا تعلق اور یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ کشمیر کے سلسلہ میں جنگ بند کرنے کے وقت پہلے معاہدہ میں سر ظفر اللہ خان کا یہ مان لینا کہ استصواب رائے میں ہندوستانی فوج رہے اور استصواب کا نگران ایک امریکن ہو جو ڈوگرہ مہاراج کے مشورہ سے کام کرے۔ یہ بھی اس دوسرے راستہ کے ضمن میں ہوا ہے جس کی مشکل پاکستان کو آخر تک برداشت کرنی پڑی۔ درمیانی عرصہ میں جب قادیانیوں نے پاکستان میں اپنا اقتدار گرتے دیکھا تو خلیفہ کا یہ ارادہ کہ ہندوستان چلے جائیں۔ اس کو بھی اسی سلسلہ کی کڑی تصور کیا جاسکتا ہے۔ جب نازک وقت کے لئے خلیفہ کی نظر میں جائے پناہ ہندوستان ہی ہے تو یہ بالکل قرین قیاس ہے کہ وہ یہ خیال ہر وقت رکھیں کہ ہندوستانی حکومت قادیانیوں کے بارہ میں اچھی رائے قائم رکھے۔ کیونکہ داشتہ بکار آید! تیسرا راستہ یہ تھا کہ وہ پاکستان ہی سے اپنا مستقبل وابستہ کرلیں۔ لیکن یہاں اسلامی آئین کے تصور اور اپنی اینٹی اسلام سرگرمیوں کے نتائج سے وہ گھبرائے ہوئے تھے۔ اس لئے اس شکل میں ان کے اطمینان کے لئے دو امر لازمی تھے۔ ایک یہ کہ علماء کا وقار ختم کر دیا جائے۔ اسلامی آئین کی راہ میں مشکلات پیدا کی جائیں۔ اس سلسلہ میں مُلّا ازم اور ملّائی حکومت کی توہین آمیزی سے تعلیم یافتہ طبقہ کو ہم خیال بنانے کی سعی کی گئی اور سول اینڈ ملٹری قسم کے مرزائی اخبار جو علماء اور اسلامی آئین کے خلاف لکھنے کے لئے وقف تھے۔ اسکولوں، کالجوں اور جیل خانوں میں جانے دیئے گئے جب کہ ان کے مخالف اخبارات کے لئے دروازے بند تھے۔ جناب گزدر ہاشمی ممبر سنٹرل اسمبلی نے ایک تقریر میں کہا کہ اسلام کے سلسلہ میں اب تک جتنی تجویزیں پیش ہوئیں سنٹرل اسمبلی میں ظفر اللہ خان نے ان کی مخالفت کی جو تقریر اشتہاروں اور اخباروں میں بھی شائع ہوئی اور اس امر کا اقرار خود وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین صاحب نے بھی کیا کہ گزدر نے ظفر اللہ کے خلاف تقریر کی تھی جو بعد میں سنٹرل اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر بنائے گئے۔

اسی طرح تمام مرزائی اور مرزائی اخبارات علماء دین کے خلاف نفرت پھیلانے کے لئے وقف تھے۔ مرزائی اور مرزائی نواز افسروں نے بھی پورا پورا حصہ لیا۔ نوائے وقت جیسے اخبارات ظفر اللہ خان کے کھلے حامی ہیں۔ آج تک علمائے دین کا مذاق اڑاتے ہیں۔ بہر حال! پاکستان کے اندر مرزائیوں کے اطمینان کے لئے ایک یہ امر ضروری تھا کہ علمائے دین کا وقار ختم کیا جائے۔ جس سے اسلامی آئین کا مطالبہ بھی کمزور ہوگا اور اینٹی قادیان تحریک بھی بے اثر ہوجائے گی۔ اسی طرح شریعت اور اسلامی آئین کی مخالفت مُلّا ازم اور ملّائی حکومت کے نام سے کی جائے جس کے لئے انگریز کی ڈیڑھ سو سال کی حکمرانی نے پہلے سے ایک مخصوص حلقہ میں خاص فضاء پیدا کر رکھی ہے۔

دوسرا امر یہ ضروری تھا کہ پاکستان میں اتنا سیاسی اقتدار حاصل کر لیا جائے جس کے بعد ہم اطمینان سے اپنی من مانی کارروائی کر سکیں۔ مرزائیت کا بول بالا ہو اور مسلمانوں کا گلا دبا دیا جائے۔ پھر تمام دنیا میں اصلی اسلام (یعنی مرزائیت) کا راج ہو، پاکستان کے ذریعہ تمام اسلامی ممالک میں روحانی پیشوائی اور اسلام کی واحد اجارہ داری کا ڈنکا بجایا جائے۔

سیاسی اقتدار کے حصول کی بھی دو شکلیں تھیں۔ مختلف محکمہ جات اور خاص کر ریل، فوج اور

ABS
ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

ہوائی جہازوں میں پورا تسلط ہو۔ مسلمان، ملازمت کے لئے مرزائی افسروں کے محتاج ہوں۔ مرکزی حکومت پر اتنا اثر ہو کہ کسی وقت کوئی تجویز قادیانیوں کے خلاف نہ ہوسکے۔ بلکہ جس مخالف قادیان فرد یا جماعت کو چاہیں دبا سکیں۔ اس سلسلہ میں مرزائیوں نے خوب کام کیا۔ حتیٰ کہ خلیفہ کو جیسا کہ شہادت سے ثابت ہے اعلان کرنا پڑا کہ اب بعض اہم محکمہ جات میں بھرتی کی ضرورت نہیں۔ وہاں کافی تعداد ہو چکی ہے۔ دوسرے محکمہ جات پر زیادہ توجہ کی جائے۔ اسی طرح حکومت پر اتنے اثرات قائم کئے گئے کہ مرزائی افسر یا وزیر جو چاہیں کریں کوئی باز پرس نہ کرے۔ نہ کوئی جواب طلب ہو، نہ محکمانہ کارروائی ہو اور نہ عام مرزائیوں کی خلاف قانون حرکت پر نوٹس لینے یا کارروائی کرنے کا سوال پیدا ہو۔ جیسا کہ بہت سی شہادتوں سے ثابت ہے اور جیسا کہ ہم عنقریب عرض کریں گے۔

اس سلسلہ میں حالات اتنے بدلے اور مرزائیوں کے حوصلے اتنے بڑھے کہ خلیفہ نے صاف اعلان کر کے مریدوں کو کہا کہ ۱۹۵۲ء ختم نہ ہونے پائے کہ مخالف محسوس کرے کہ اب احمدیت کی آغوش میں آنے کے بغیر چارہ نہیں۔

اور ایک بار ’’خونی مُلّا کے آخری دن‘‘ کے عنوان سے امت کے چوٹی کے علماء کے خلاف ہتک آمیز الفاظ استعمال کر کے انتقام کی دھمکی دی اور اس امر کی کوئی پرواہ نہیں کہ اس طرح ۹۹ فیصدی آبادی کے جذبات کو ٹھیس لگے گی۔ ایک فیصدی افراد جب ۹۹ فیصدی کے خلاف ایسی بہکی بہکی باتیں کہنے لگیں تو اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ ان کو کلیدی آسامیوں، بڑے عہدوں اور سرکاری نظم ونسق پر اپنے کنٹرول حاصل ہونے کا کس درجہ یقین ہوتا ہے۔ جس کی بعد کے واقعات نے تصدیق کر دی۔ جیسا کہ عنقریب عرض کیا جائے گا۔ سیاسی اقتدار کی دوسری شکل یہ تھی کہ کسی طرح علیحدہ ریاست بنادی جائے۔ یہ خواہش مرزائیوں کی بھی طبعی خواہش ہے۔ جیسا کہ ان کے اقوال واعمال سے ثابت ہے۔ انگریزوں کی بھی یہ طبعی خواہش ہونی چاہئے تھی۔ جب وہ یہاں سے جانے لگے تو پنجاب کی تقسیم کر کے انگریز نے پاکستان کو اپنے خیال میں اتنا کمزور کیا جو ہر وقت اس کا دست نگر ہے۔ پھر باؤنڈری کمیشن نے گورداسپور ہندوستان کو دے کر کشمیر کا راستہ کھول دیا۔ کیونکہ دونوں ملکوں کی کشمکش بھی اس کی مداخلت کو دائم وقائم رکھنے والا تھا۔ اس باؤنڈری کمیشن کے فیصلے کو قائداعظم نے پاکستان سے عیاری قرار دیا اور تقریر میں کہا: ’’ظاہر ہے کہ انگریز کو اگر پاکستان میں سب سے زیادہ اعتماد کسی پر ہو سکتا ہے تو وہ قادیانی گروہ تھا۔‘‘ اور اسی لئے اگر یہ کہا جائے کہ ظفر اللہ خان کے وزیر خارجہ بنائے جانے میں انگریزی سفارشات کو خاص دخل تھا، بعید از قیاس نہیں ہے۔

پس اگر انگریز دور اندیشی کی رو سے قادیانیوں کو ایسی پوزیشن دلانے کی کوشش کریں کہ آئندہ جا کر وہ ایک علیحدہ ریاست بنا سکیں جس کے ذریعہ پاکستان میں ریشہ دوانیوں کا موقعہ ملتا رہے اور پاکستان ہمیشہ کے لئے برٹش کامن ویلتھ میں بندھا رہے۔ گو یہ انگریز کی عین دلی خواہش ہوسکتی ہے۔ چنانچہ سمجھدار مسلمان مندرجہ ذیل امور سے مندرجہ بالا خطرہ محسوس کر کے مضطرب وپریشان تھے اور ان کو پریشان ہونا چاہئے تھا۔ برخلاف بعض ان تعلیم یافتہ اصحاب کے جنہوں نے کبھی انگریزی ڈپلومیسی سمجھنے یا اس کی روک تھام کے لئے سوچنے کی ضرورت نہیں سمجھی یا جو انگریزی اقتدار کے خلاف کچھ کہنا یا کرنا اصولاً غلط تصور کرتے تھے یا جو ڈیڑھ سو سال سے خاندانی طور پر انگریز سے وابستہ رہنے کی وجہ سے انگریز کی ہر بات کو وحی، اس کی تقلید کو باعث برکت وعزت سمجھتے رہے اور اب بھی صرف اپنے عہدوں کی خیر منانے سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن جو حساس مسلمان جانتے ہیں کہ انگریز اس گئی گزری حالت میں بھی مصر سے اپنے اقتدار کے زوال کو برداشت نہیں کر رہا اور باوجود دوسرے ممالک کی رقابتوں کے ایران کے تیل سے دست بردار نہیں ہورہا۔ اگر اس کو مستقبل درخشاں بنانے یا سیاسی اغراض کی تکمیل کے لئے مفت قادیانیوں جیسی جماعت ہاتھ آئے تو وہ کیوں اس میں کوتاہی کرے۔ چنانچہ واقعات کے مندرجہ ذیل راہ اختیار کرنے پر حساس مسلمانوں کو اضطراب ہوا۔

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

۱......پنجاب کے گورنر موڈی نے جاتے جاتے قادیانیوں کو ضلع جھنگ میں ہزاروں ایکڑ زمین برائے نام قیمت پر یعنی تقریباً مفت دے کر مرزائی دارالخلافہ کی بنیاد ڈالی جس پر تمام مسلمانوں نے احتجاج کیا۔

۲......اس دارالخلافہ میں مرزائیوں کے سوا کوئی مسلمان نہیں رہ سکتا۔

۳......یہ دارالخلافہ ایک طرف دریائے چناب سے محفوظ ہے۔ دوسری طرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں اس کی حفاظت میں مدد دے سکتی ہیں۔ اس طرح نازک وقت میں ان کو اس کی حفاظت آسان ہو جاتی ہے اور اگر ضلع سرگودھا اور جھنگ میں وہ اپنی عوامی طاقت میں معمولی اضافہ کر لیں جو مسلح بھی ہو تو وہ وہاں ایک آزاد اسٹیٹ کا کسی وقت اعلان کر سکتے ہیں۔

۴......چنانچہ سرگودھا میں رعب ڈالنے کے لئے گزشتہ جنرل الیکشن سے پہلے خلیفہ محمود کا مسلح مرزائیوں کے ساتھ دورہ بھی اس کی غماضی کرتا ہے۔

۵......خاص کر جب فوج اور ہوائی جہازوں میں ان کی کافی تعداد ہو۔

۶......مرکز میں ان کے اثرات ہوں۔

۷......اسلحہ کی دکانیں ہوں۔

۸......مستقل علیحدہ فوج فرقان بٹالین کا قیام جو عوام کے بے پناہ احتجاج کے بعد توڑی گئی۔

۹......علیحدہ صوبہ بنانے کی خواہش اور خلیفہ کی تقریر بلوچستان۔

۱۰......سرکاری بارود کا چنیوٹ سے ربوہ لے جا کر مشق کرنا۔

۱۱......تمام مرزائی سرکاری افسروں کا بمع ظفر اللہ خان کے ربوہ کے بروزی حج دسمبر میں جمع ہو کر سوچنا اور باہمی تعاون پر غور کرنا۔

۱۲......ظفر اللہ کے حق میں لندنی اخبارات اور انگریزوں کے زیر اثر اسلامی ممالک یا زیر اثر اخبارات یا زیر اثر افراد کا پروپیگنڈا کرتے رہنا۔

۱۳......اور جو بڑی کمی تھی کہ اپنے مکروہ طرز عمل، گندے عقائد اور مشہور انگریزی ایجنٹ ہونے کی وجہ سے جو وہ پبلک جلسے نہیں کر سکتے تھے، اس کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا اور مسلمانوں کی طرف سے فسادات کے خطرات سے حکام کو آگاہ کئے جانے کے باوجود مرزائی پبلک جلسوں کے لئے ایسے مقامات پر اجازت حاصل کرنا جہاں مرزائی اعلیٰ افسر ہوں یا ان مشہور مرزائی افسروں کے رشتہ دار ہوں، مثلاً کراچی میں جلسے کی اجازت جہانگیر پارک میں۔ حالانکہ گزشتہ سال اجازت نہیں دی گئی تھی اور فساد والے سال بھی حکام کو کئی بار فساد کے خطرات سے آگاہ کیا گیا۔ لیکن ظفر اللہ خان کو جلسہ ضرور کرنا تھا تاکہ مرزائی ایک عوامی جماعت بن سکے۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جہاں فساد ہونے کے بعد بھی اور عین فساد میں بھی جلسہ کامیاب کرانے کی سعی کی گئی۔ اسی طرح راولپنڈی میں جہاں فوجی مرزائی افسروں کی بھرمار ہے۔

۱۴......ظفر اللہ خان کا مسلسل وزارت خارجہ پر ڈٹا رہنا باوجود یہ کہ عوام کی مرضی کے بھی خلاف تھا اور پنجاب کے جنرل الیکشن کے بعد پنجاب کا نمائندہ بھی نہ تھا اور اس کی کارگزاری پر بھی تمام اخبارات تنقیدیں کر چکے تھے۔

۱۵......صوبہ جات میں مرزائی افسروں کا مرزائیت کے لئے کھلم کھلا کام کرنا اور کسی حکم کی پرواہ نہ کرنا، اس کے برخلاف کسی مسلمان افسر کا مرزائیت کے خلاف تبلیغی جلسہ نہ کر سکنا نہ کوئی ایسا کام کر سکنا۔

۱۶......بعض مقدمات رجسٹرڈ ہونے کے باوجود (مرزائیوں کے خلاف) داخل دفتر ہو جانا، مثلاً پانچ من سکہ جو ریلوے کے ذریعہ ربوہ بھیجا جا رہا تھا، پکڑا گیا۔ کیس درج رجسٹرڈ ہوا۔ لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا۔

۱۷......میجر نذیر احمد جیسا ذمہ دار فوجی افسر کا جو ظفر اللہ خان کا ہم زلف تھا اور خلیفہ کے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتا، بقول میاں انور علی کے حکومت پاکستان کے خلاف سازش کرنا اور پھر اس کا قید سے بچ جانا۔

۱۸......مرزائیوں کا بے پناہ لٹریچر رسالوں، ٹریکٹوں اور اشتہاروں کی صورت میں ملک میں شائع ہونا۔

۱۹......ان کا غیر ممالک کے بینکوں میں کروڑوں روپوں کا موجود ہونا جس کا ماٗخذ بھی معلوم نہیں۔

۲۰......اکھنڈ ہندوستان بننا جن کے نزدیک خدائی مشیت ہو جس کے لئے وہ کہہ چکے ہیں کہ اگر ملک تقسیم بھی ہو جائے تو یہ چند دن کے لئے ہوگا اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ پھر ایک ہو جائے۔ (جاری ہے)

ملت کے غدار ہیں قادیانی

جنم دے کے گوروں نے کی آبیاری، وجود ان کا ذہنوں کی تخریب کاری
یہ حرمت کے ڈاکو سبھی اشتہاری، یہ فتنوں کے خوگر شرارت کے بانی
یہ مرتد، ختم نبوت کے دشمن، ریاست میں امن و اخوت کے دشمن
محبت کے قاتل، مروت کے دشمن، نہیں ان کے دیدوں میں غیرت کا پانی
حبیب خدا کی مخالف زبانیں، یہ ممکن نہیں محترم ان کو جانیں
جو کافر ہے، مومن کبھی ہم نہ مانیں، عداوت ہے ان منکروں سے پرانی
سنو! ہم ہیں ختم الرسل کے فدائی، لبوں پہ ہے صلِ علیٰ کی دہائی
عقیدہ پہ گر ضرب تم نے لگائی، مٹادیں گے ظلمات کی راجدھانی
لعینوں کو مسند پہ آنے نہ دیں گے، امورِ حکومت چلانے نہ دیں گے
وطن کا تعارف مٹانے نہ دیں گے، کریں گے ہم اسلام کی پاسبانی
سیاسی وڈیرو! نہ ہم کو ستانا، کبھی سرفروشوں کو مت آزمانا
راہِ حق میں آتا ہے گردن کٹانا، نبی کے لئے ہے لہو کی روانی
تمہیں زعم ہے کہ زبردست ہو تم، حکومت کی طاقت میں بدمست ہو تم
مراتب ہیں اونچے مگر پست ہو تم، بڑی مختصر ہے تمہاری کہانی
مشیرو! یہ اک نظریاتی وطن ہے، یہ عشق محمد کا مہکا چمن ہے
دلوں میں ہیں جذبے، سروں پہ کفن ہے، خدا کی چلے گی یہاں حکمرانی
سنا کے مدینہ کی پُرنور باتیں، دکھاتے ہو ربوہ کی بدکار راتیں
لگانے نہ دیں گے عقیدوں پہ گھاتیں، نکالیں گے افضال ہم بدگمانی

محمد افضال

خوشخبری خوشخبری خوشخبری خوشخبری خوشخبری
قدیم کمالیہ کی عظیم سوغات
روایت اور جدت کا حسین امتزاج
کمالیہ
رحیمی کھدر
پیوروول کی مکمل ہینڈ میڈ
مردانہ شال بھی دستیاب ہے۔
NEW
WINTER SEASON
collection
Sale
Sale
Sale
پورے ملک میں
ہوم ڈیلیوری
فری
پیش کرتا ہے اپنے کرم فرماؤں کے لئے
Starting
Season
Discount
10% off
COD
service
نقص یا پسند نہ آنے کی صورت
میں مال قابل واپسی ہو گا۔
ڈاک خرچ بھی ادارہ کے ذمہ ہوگا
گھر بیٹھے کلر پسند کیجئے، اور آرڈر دیجئے
دوسرے دن رحیمی کھدر آپ کی دہلیز پر
0304-7259644
0309-7697710
رحیمی آن لائن سنٹر
پروپرائٹر
حافظ محمد نعمان رحیمی
Hafiz Online Graphics 0333-6293403
0333-6293403